میں خوشبو اور رات
سمیرا غزل صدیقی
READING Section

کانچ کو خالص ہیرا سمجھے، ساری بھول ہماری تھی
اک صحرا کو دریا سمجھے، ساری بھول ہماری تھی
کتنی خوش فہمی تھی ہم کو ان کی نہ کو ہاں گردانا
وہ کیا بولے ہم کیا سمجھے، ساری بھول ہماری تھی

میڈا عشق وی تو میڈا یار وی توں
میڈا دین وی توں ایمان وی توں
میڈا جسم وی توں میڈی روح وی توں
میڈا قلب وی توں جند جان وی توں
میڈا ذکر وی توں میڈا فکر وی توں
میڈا ذوق وی توں وجدان وی توں

خواجہ فرید صاحب کا کلام ماحول کو اور خواب ناک بنا رہا تھا۔ اس کا وجدان اس کی روح مکمل اس کلام کی عکاسی کر رہی تھی کچھ تھا جو اسے مجبور کر رہا تھا تڑپنے، کلسنے پہ...... وہ آنکھیں مونڈے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کسی اور ہی دنیا میں گم تھا۔ آنکھوں کے کنارے لبالب پانی سے بھرنے لگے تھے۔

میڈی وحشت جوش جنون وی توں
میڈا گریہ آہ و فغاں وی توں

اس کے لب بھی کلام کے ساتھ اب گنگنانے لگے تھے۔ اب اس پر بھی وہی جنون کی کیفیت طاری ہونے لگی تھی اس نے پٹ آنکھیں کھول دی تھیں سائیڈ ٹیبل پر رکھا پانی کا گلاس اس نے دیوار پر دے مارا اور پھر ایک کے بعد ایک چیز اس کے وحشت و جنون کا شکار ہوتی چلی گئی۔ جب سب چیزیں ٹوٹ گئیں تو وہ تھک ہار کے سر تھام کے نیچے کارپٹ پہ بیٹھ گیا۔ چھ فٹ کا لمبا چوڑا، خوب صورت و صحت مند مرد اس وقت لڑکیوں کی طرح زار و قطار رو رہا تھا کس قدر کمزور تھا وہ......

"نہیں تم ایسا نہیں کر سکتیں تمہیں لوٹنا ہی ہوگا۔" وہ انتہائی زور سے چیخا کہ دیواریں لرز اٹھی اور اس کے بعد اسے کچھ احساس نہ ہوا کہ کب روتے روتے اس کی آنکھ لگ گئی ایسے دورے اسے اکثر پڑا کرتے تھے۔

❁......❁❁❁......❁
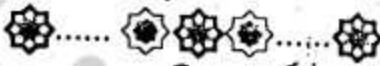
"آپ کی کوالیفکیشن تو اچھی ہے جاب کے حوالے سے مگر آپ نے شاید ہماری جاب ریکوائرمنٹ کو صحیح سے پڑھا نہیں ہمیں کم از کم تین سالہ تجربہ کار امپلائی کی ضرورت ہے۔" منیجر نے اس بار بھی اس کی امیدوں کو توڑا تھا پچھلے ایک مہینے سے وہ پاگلوں کی طرح جاب تلاش کر رہی تھی اس نے کمپیوٹر سائنس میں ماسٹرز کر رکھا تھا بے شمار ڈپلومہ سرٹیفکیٹ اس کے پاس تھے نہ صرف یہ بلکہ وہ بلا کی ذہین تھی مگر اب تو اسے سچ مچ لگنے لگا تھا کہ اس ملک میں ذہانت کی نہیں سفارش کی ضرورت ہے۔ یہ جاب اس کی آخری امید تھی کیونکہ پچھلے ایک مہینے سے وہ اسکول میں معمولی جاب کر کے گزارہ کر رہی تھی اور اب وہ سچ مچ خوار ہو ہو کر تھک گئی تھی۔

"لیکن سر پلیز آپ مجھے ایک موقع تو دیں بے شک میرے پاس تجربہ نہیں ہے مگر میں ہر کام کر سکتی ہوں بنا موقع دیئے آپ کیسے میری قابلیت کو جج کر سکتے ہیں۔" وہ گویا ٹھان کر آئی تھی کہ آج یہ جاب حاصل کر کے ہی رہے گی۔

"آپ کی بات ٹھیک ہے میڈم مگر آپ نے باہر انٹرویو کی لائن دیکھی ہے نا اس میں نجانے کتنے ہی لوگ ہوں گے جو آپ سے بھی زیادہ قابل ہوں گے اور نہ صرف قابل ہوں گے بلکہ تجربہ کار بھی پھر ہم کیسے آپ کو رکھ لیں۔" منیجر

نے اپنی عینک اتار کر سائیڈ پر رکھی تھی۔
''آپ لوگ کام کرنے دیں گے تو تجربہ آئے گا نہ سر' آپ سب لوگوں کا المیہ ہی یہی ہے پرانے تجربہ کار لوگ چاہیے پھر ہم جیسے فریش اسٹڈی کرنے والے لوگ کہاں جائیں گے جب ہی تو ہمارا ملک جوں کا توں ہے۔ سفارش سفارش بس یہی آپ لوگوں کا ایجنڈا ہے۔'' وہ ایک دم پھٹ پڑی' دروازے سے اندر داخل ہوتے اس کمپنی کے اونر مسٹر عطاری صاحب نے اس کی پوری بات سنی اور سیٹ سنبھالتے ہوئے مسکرائے' وہ جوانوں سے دلچسپی رکھنے والے ایمان دار اور اصول پسند انسان تھے۔
''اپنی فائل دکھایئے مس۔'' انہوں نے بغور اس کا جائزہ لیا۔
''یہ اس کمپنی کے اونر ہیں مس انابیہ آپ انہیں اپنی ڈیٹیلز بتا دیجیے۔'' منیجر نے فائل عطاری صاحب کے آگے کی تو انابیہ فوراً کانفیڈنٹ ہوئی۔
''آپ کل سے جوائن کرسکتی ہیں تھوڑی دیر بعد اپنا اپائمنٹ لیٹر باہر سے لے لیجیے گا باقی کی ڈیٹیلز آپ کو کل سمجھا دی جائیں گی۔'' انہوں نے لمحوں میں فیصلہ کیا......
انابیہ تو انابیہ منیجر بھی حیران رہ گئے تھے اس کے باس نے آج تک تمام انٹرویو کے امیدواروں کو جانے پرکھے بنا کوئی فیصلہ نہ کیا تھا پھر آج ایسا کیا ہوگیا تھا وہ حیران تھا انابیہ کا دل ہلکا ہوا' ایک بوجھ تھا جو سر سے اترا تھا۔
''ایک منٹ مس انابیہ! آپ نے اپنی سی وی میں اپنا میریٹل اسٹیٹس نہیں لکھا آپ میرڈ ہیں یا نہیں۔ پلیز کنفرم کردیجیے میں ایڈ کردوں گا اس میں۔'' وہ جانے کے لیے مڑی تو عطاری صاحب۔ نے پکارا' جس سوال سے وہ بھاگتی پھر رہی تھی آج پھر وہی سوال اس کا راستہ روکے اس کا منہ چڑا رہا تھا ایک تاریک سایہ اس کے صبیح چہرے پر لہرایا تھا۔
''نہیں سر آئی ایم ناٹ میرڈ۔'' سپاٹ لہجے میں اس نے کہا اور تیزی سے وہاں سے نکلتی چلی گئی ایک دم سے حبس سا اس کے اندر بھر گیا تھا اس نے بمشکل خود کو سنبھالا تھا۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئیں جا بجا بکھرے پڑے شیشوں نے ان کا استقبال کیا تھا بیڈ پر آڑا ترچھا لیٹا ہوا صارم سو رہا تھا بکھرے بال چہرے پر سلوٹیں یہ ان کا لاڈلا بیٹا تو نہ تھا وہ بیٹا جس نے کبھی زندگی میں کسی چیز کی پروا نہیں کی تھی وہ آج کس قدر اذیت میں تھا کمرے کی ہر چیز ٹوٹی و بکھری پڑی تھی نزہت کا دل دکھ سے بھر گیا یہ کیسی تپش تھی جس میں ان کا بیٹا جل رہا تھا مگر یہ آگ خود اس کی ہی تو لگائی ہوئی تھی انہوں نے بمشکل اپنے آنسوؤں کو بہنے سے روکا اور نہایت محبت سے وہ اپنے عزیز از جان بیٹے کے بال سہلانے لگی تھیں۔
''مما آپ......آپ کب آئیں؟'' وہ ہڑبڑا کر اٹھا پھر کمرے کی حالت دیکھ کر خود ہی شرمندہ ہوگیا۔
''بس ابھی آئی بیٹا...... یہ سب کیا ہے کیوں کررہے ہو ایسا' تم کیوں خود کو سزا دے رہے ہو؟'' انہوں نے نرمی سے سمجھایا۔
''قصور بھی تو میرا ہے مما پھر سزا بھی تو مجھے بھگتنا پڑے گی نا۔'' اس کی آنکھوں میں ملال تھا۔
''مگر اس طرح توڑ پھوڑ کرکے خود کو نقصان پہنچانا یہ کون سی سزا ہے بیٹا کچھ کرنا ہے تو اپنی غلطیاں سدھارو۔'' وہ ماں تھیں بیٹے کے دکھ میں برابر کی شریک۔
''آپ کو کیا لگتا ہے ماں' میں نے کوشش نہیں کی ہوگی آپ دعا کریں نا میرے لیے میں نے سنا ہے ماں کی دعا میں بہت طاقت ہوتی ہے۔'' وہ اب ان کی گود میں لیٹا لاڈ اٹھوا رہا تھا۔
''بیٹا! میری دعائیں تو ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں تم پریشان مت ہو یہ غصہ کرنا چھوڑو اور اب فوراً اٹھو آفس نہیں جانا کیا' تمہارے پاپا نیچے تمہارا ویٹ کررہے ہیں۔'' نرمی سے اس کا گال تھپتھپا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ اس نے ٹائم دیکھا ساڑھے آٹھ بج رہے تھے وہ فوراً کھڑا ہوا' جو بھی تھا جیسا بھی تھا وہ اپنے پاپا کے غصے سے بہت ڈرتا تھا اور یہ بھی سچ تھا کہ وہ غصے میں اپنے پاپا پر ہی گیا تھا۔

❁......❁❁❁......❁

"مجھے بہت خوشی ہے میری بچی کہ تمہیں جاب مل گئی۔ اب تمہیں وہ معمولی جاب کر کے خوار نہیں ہونا پڑے گا۔" علیم صاحب نے محبت سے انابیہ کو دیکھا' بوڑھے باپ کی آنکھوں میں بیٹی کے لیے فکر تھی۔

"اب آپ پریشان ہونا چھوڑ دیں بابا میں کھانا لگاتی ہوں۔" وہ پرس کھول کر اپنے آپ کو مصروف ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"جب تک تمہاری ماں تھی وہ تمہیں سنبھال لیتی تھی مگر جب سے وہ گئی ہے میری تو نیندیں اڑ گئی ہیں۔ بیٹا تم اپنے فیصلے سے خوش تو ہونا۔" ایک بوڑھا ریٹائرڈ آفیسر جوان بیٹی کی فکر میں ہر پل ہلکان ہوتا رہتا تھا۔

"بابا آپ کیوں فکر کرتے ہیں میں ٹھیک ہوں اور بہت خوش بھی آپ کھانا کھالیں جلدی سے پھر آپ کے اسٹوڈنٹس آجائیں گے پڑھنے کے لیے۔" وہ فوراً کھانا گرم کرنے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی' گورنمنٹ کالج کی جاب سے ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے باقاعدہ بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ اس سے نہ صرف کچھ آمدنی ہو جاتی تھی بلکہ ان کا دھیان بھی لگا رہتا تھا انہوں نے بڑی ہی اپنائیت سے کچن میں جاتی انابیہ کو دیکھا' آنکھوں کے گوشے نم ہو چلے تھے وہ جانتے تھے یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے صحیح نہیں مگر وہ بیٹی کے باپ تھے اس کی قسمت کے آگے ہار بیٹھے تھے۔

❀......❀❀❀......❀

"اللہ اکبر...... اللہ اکبر......!"

اس کے کانوں میں مغرب کی اذان کی آواز گونج رہی تھی اور وہ خاموشی سے حرف بہ حرف اذان سن رہا تھا۔ وہ جس نے زندگی میں کبھی نماز نہ پڑھی روزہ نہ رکھا آج وہی اذان سن رہا تھا خدا جس کو ہدایت دے وہ بڑا ہی خوش نصیب ہوتا ہے مگر ابھی اسے ہدایت کہاں ملی تھی بھلا۔

"اذان ہو رہی ہے آپ پلیز یہ میوزک بند کر دیں۔" وہ بے حد جھنجلائی ہوئی تھی۔

"کیوں بھئی میں کیوں بند کروں تمہیں اذان سننی ہے تو باہر جا کر سنو اور اگر نماز بھی پڑھنی ہے تو پلیز یہاں سے جاؤ میں اس وقت اپنا فیورٹ میوزک بند نہیں کر سکتا۔" اس کا انداز بڑا ہی بے فکرا تھا۔

"کیا مطلب، آپ کو ذرا سی بھی تمیز نہیں ہے اذان کا کوئی احترام نہیں ہے خدا کے قہر سے ڈریں صارم آپ نماز نہیں پڑھیں گے کیا۔" وہ ایک بگڑے ہوئے رئیس زادے سے بھلائی کی امید کر رہی تھی۔

"تم پڑھتی ہو نہ نماز' تمہیں کیا دیا اللہ نے تم سے اچھی زندگی تو میں گزار رہا ہوں میرے پاس سب کچھ ہے بھلا مجھے نماز پڑھنے کی کیا ضرورت۔" وہ واقعی بڑا ہی ناشکرا تھا۔

"توبہ ہے صارم! آپ برے ہیں یہ تو پتا ہے مگر اللہ سے بھی نہیں ڈرتے' یہ واقعی نہیں پتا تھا یہ جن آسائشات میں آپ زندگی گزار رہے ہیں نا یہ اسی کی عطا کردہ ہیں اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے تو کم از کم اللہ کے بارے میں ایسے کفریہ کلمات تو ادا نہ کریں۔" اس نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"تمہارا یہ کانفیڈنس تمہاری یہ حاضر جوابی اسی لیے تو میں تم سے نفرت کرتا ہوں بہت نفرت۔" اس کی آنکھوں میں واقعی اپنی شریک حیات کے لیے محبت کی رمق تک نہ تھی۔

"اور اگر آپ کو مجھ سے محبت ہو گئی تو' دلوں میں محبت ڈالنا تو اللہ کا کام ہے۔" اس کا سوال خود اس پر ہی ہنس رہا تھا۔

"تو میں مرنا پسند کروں گا۔" اس نے بڑا ہی سپاٹ جواب دیا تھا وہ اس کا منہ دیکھتی رہ گئی تھی۔

"کہاں ہو تم آؤ اور دیکھو جو تم سے محبت نہ کرنے کے بجائے مرنا پسند کرتا تھا وہ آج تمہارے لیے تمہارے ساتھ کے لیے ایک ایک پل مر رہا ہے۔" صارم ایک بار پھر رونے لگا۔ کوئی ایسا پل و لحہ نہ جس میں وہ اسے یاد نہ کرتا ہو اس کی باتیں اسے ہمیشہ یاد رہتی تھیں کچھ سوچ کے وہ آج پہلی بار نماز پڑھنے کی غرض سے اٹھا اور پھر آج بالآخر وہ اس کے آگے ہار ہی گیا تھا۔

❀......❀❀❀......❀

رمضان المبارک کا آغاز ہو گیا تھا آج تمام امت مسلمہ پہلی سحری کے اہتمام میں مصروف تھی مسجدیں پھر

سے آباد ہوگئی تھیں وہ جو پہلے دن رات سوتا تھا' اب رات رات بھر جاگ کے تڑپ کے گزارتا تھا اس نے گھڑی میں ٹائم دیکھا صبح کے چار بج رہے تھے کچھ سوچ کے وہ بیڈ سے اترا اور نیچے ڈائننگ ہال میں آ گیا۔

''صارم......تم......!'' نزہت اور اس کے ڈیڈ ہاشم صدیقی حیران تھے زندگی میں پہلی دفعہ ان کا بیٹا سحری کے لیے اٹھا تھا وہ بھی بنا کسی کے بلائے ورنہ ہر سال نزہت نے کیا کیا جتن نہ کیے تھے اسے روزہ رکھنے کے لیے مگر وہ صارم ہی کیا جو مان جائے۔

''اب زیادہ حیران مت ہوں آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ آپ کا بیٹا آپ کے بن بلائے آ گیا آپ کی یہی تو خواہش تھی نا۔'' وہ اطمینان سے چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

''جیتے رہو میرے بچے۔'' وہ واقعی آج بہت خوش تھیں انہیں یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن ان کا بیٹا اپنے اصل کی جانب لوٹے گا اور آج انہیں اپنا یقین پورا ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

''ڈیڈ آپ بزنس کے حوالے سے اس دن کوئی بات کر رہے تھے نہ حیدرآباد وغیرہ جانے کی۔'' پراٹھا آگے کرتے ہوئے اس نے ڈیڈ کو دیکھا اب کے حیران ہونے کی باری ہاشم صاحب کی تھی ان کا بیٹا بنا ان کے ڈانٹے بزنس میں دلچسپی لے رہا تھا اس سے زیادہ انہیں کیا چاہیے تھا۔

''ہاں بیٹا! وہ کچھ کلائنٹ ہیں' ان سے میٹنگ ہے' بہتر ہوگا تم کل ہی حیدرآباد چلے جاؤ باقی کی ڈیٹیلز تمہیں صبح آفس میں سمجھا دوں گا۔'' خوشی ان کے چہرے و لہجے سے عیاں تھی۔

''او کے جیسا آپ بہتر سمجھیں۔'' جواب دے کر وہ سحری کرنے لگا اور کسی کو نہ سہی مگر کم از کم اب وہ اپنے ماں باپ کو اور دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

❀......❀❀❀......❀

وہ شام میں ہی حیدرآباد آ گیا تھا میٹنگ سے فارغ ہو کر وہ قریبی گفٹ شاپ چلا آیا اپنی ماں کے لیے کچھ لینے جب ہی اس کا سیل فون بج اٹھا۔

''ہاں مجید! بولو کام کا کیا ہوا کچھ پتا چلا ان کا۔'' وہ اپنے ماتحت سے کسی ضروری امور پر بات کر رہا تھا اس کا دل بڑی ہی تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔

''جی صاحب کام ہو گیا ہے وہ لوگ حیدرآباد میں ہی ہیں اچھا ہوا جو آپ بھی یہاں آ گئے مگر سر ابھی مجھے ان کے گھر وغیرہ کا پتا نہیں چل سکا۔'' ارادے نیک ہوں تو منزل خود بخود آسان ہو جاتی ہے وہ پچھلے ایک مہینے سے اپنی انو کو پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا وہ یہیں کہیں تھی اس کے پاس یہ احساس ہی اس کے لیے کافی تھا۔

''ویل ڈن' مجھے یقین تھا تم میری مدد ضرور کرو گے میں اب کچھ دن تک یہیں ہوں تم جلد سے جلد اور معلومات اکٹھی کر کے مجھے انفارم کرو۔'' چہرے پر ایک دم سکون پھیلا تھا اس نے مسکرا کے فون بند کر دیا۔

''تم کوئی بک وغیرہ دیکھ لو ثانیہ اب مجھے تمہاری پسند نہ پسند کا اتنا اندازہ نہیں ہے میں چاہتی ہوں تم اپنے لیے کوئی گفٹ خود پسند کرو۔'' وہ نہایت ٹھہرے ہوئے لہجے میں اپنی دوست سے مخاطب تھی۔

''تم مت سدھرنا اب جبکہ گفٹ مجھے ہی لینا ہے میڈم تو یہاں کہیں قریب میں ایک اور شاپ ہے وہاں چلتے ہیں۔'' وہ اس کا ہاتھ تھام کے باہر کھینچنے لگی موبائل جیب میں رکھتے صارم کی تمام حسیں بیدار ہوئی تھیں وہی مانوس مخصوص لہجہ وہ فوراً ان کے پیچھے شاپ سے باہر نکلا' اس ڈر سے کہ وہ کہیں پھر نہ کھو جائے وہ اس وقت اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ کاش اس نے پہلے دھیان دے لیا ہوتا وہ اس کے ہاتھ سے نہ نکلتی۔

''انو سنو رکو......پلیز بات تو سنو۔'' وہ دیوانہ وار چیختا رہ گیا اور وہ اپنی سہیلی کی گاڑی میں اس کے ساتھ بیٹھ کر چلی گئی۔ وہ منہ دیکھتا رہ گیا۔

''شٹ ڈیم اٹ۔'' وہ گاڑی فلیٹ کے پارکنگ ایریا میں ہی چھوڑ آیا تھا سو ان کے پیچھے جاتا بھی کیسے نہایت زور سے اس نے دیوار پر مکا مارا۔

❀......❀❀❀......❀

لاکھ ضبط خواہش کے
بے شمار دعوے ہوں
اس کو بھول جانے کے
بے پناہ ارادے ہوں
اور اس محبت کو ترک کے جینے کا
فیصلہ سنانے کو
کتنے لفظ سوچے ہوں
دل کو اس کی آہٹ پر
برملا دھڑکنے سے کون روک سکتا ہے
پھر وفا کے صحرا میں
اس کے نرم لہجے اور سوگوار آنکھوں کی
خوشبوؤں کو چھونے کی
جستجو میں رہنے سے
روح تک پگھلنے سے
ننگے پاؤں چلنے سے
کون روک سکتا ہے
آنسوؤں کی بارش میں
چاہے دل کے ہاتھوں میں
ہجر کے مسافر کے
پاؤں تک بھی چھو آؤ
جس کو لوٹ جانا ہو
اس کو دور جانے سے
راستہ بدلنے سے
دور جا نکلنے سے
کون روک سکتا ہے

''کیا واقعی ہمارے بیچ کوئی محبت نہ تھی صرف نفرت تھی؟'' نظم ڈائری میں لکھتے ہوئے اس نے خود سے سوال کیا۔ اس کی آنکھیں نم ہو چلی تھیں اس نے چپکے سے اپنی پلکوں سے گرتے آنسو صاف کیے پھر نہایت دکھ سے اپنے دائیں ہاتھ کو دیکھا۔ جس پر موجود جلا ہوا نشان اپنے آپ میں بڑی ہی اذیت کی داستان لیے ہوئے تھا۔

''کہاں گم ہو میڈم ایسا کیا ہے ہاتھ میں جو بڑی غور سے دیکھ رہی ہو تمہارا ہی ہاتھ ہے بھئی۔'' ثانیہ کافی کا مگ لیے چلی آئی وہ ثانیہ کے بلانے پر ہی اس کے گھر آئی تھی اجنبی شہر میں وہی اس کی واحد دوست بنی تھی سو افطاری وغیرہ سے فارغ ہو کر وہ بابا سے اجازت لے کر یہاں چلی آئی تھی۔

''کچھ نہیں، بس ایسے ہی تم سناؤ'' اس نے فوراً ہاتھ کھینچا اور ڈائری بیگ میں رکھی۔

''ارے ایسے کیسے کچھ ہمیں بھی تو دکھائیں میڈم۔'' ثانیہ فوراً شوخ ہوئی تو اس نے جھٹ سے اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنے ہاتھ میں لیا تھا وہ دیکھتی ہی رہ گئی۔

''ارے یہ کب جلا یہ تو کافی گہرا نشان ہے تم نے کچھ لگایا نہیں اس پر کم از کم نشان ہی ہلکا ہو جاتا۔'' ثانیہ فوراً متفکر ہوئی، یہ وہ سوال تھا جس کا جواب وہ اپنے آپ سے بھی چھپاتی پھر رہی تھی۔

''کچھ نہیں، کچن میں کام کرتے ہوئے جل گیا تھا۔'' اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔

''آر یو شیور، اتنا گہرا کچن میں کیسے جل گیا۔ تم دھیان سے کام نہیں کرتیں کیا۔'' وہ بھی ثانیہ تھی ہر بات کے پیچھے پڑ جانے والی۔

''اف، کتنے سوال پوچھتی ہو تم، اب چلوں گی میں بہت دیر ہو گئی ہے۔'' اس نے جھوٹی مسکراہٹ سے اپنے درد کو چھپایا اور چادر سنبھال کر اٹھ کھڑی ہوئی دیر واقعی کافی ہو گئی تھی سو ثانیہ نے بھی اجازت دے دی ورنہ وہ کہاں جان چھوڑنے والوں میں سے تھی اس نے باہر نکل کر ایک بار پھر اپنے ہاتھ کو دیکھا اور اس بار وہ اپنے آنسوؤں کو بہنے سے نہ روک سکی تھی ماضی کی بہت سی تلخ یادیں اسکرین کے پردوں پر چلنے لگی تھیں۔

❁......❁❁❁......❁

''آہم...... آہم...... دیکھو فرینڈز اب ہمارے یونیورسٹی میں بہن جی ٹائپ لڑکیاں بھی پڑھیں گی بھئی یہ مولویوں کی بیٹیاں کیا یونیورسٹی میں بھی پڑھتی ہیں۔'' صارم نے اپنے گروپ کے تمام لوگوں کو چادر میں لپٹی اس کنفیوژ سی لڑکی کی جانب متوجہ کیا تھا وہ جو پہلے ہی

یونیورسٹی اوراس کے ماحول سے پریشان تھی ان منچلوں کی باتوں نے اس کی رہی سہی ہمت بھی چھین لی تھی اس کے بابا کا ہمیشہ سے خواب تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو اعلیٰ تعلیم دلائیں اس کے ہر خواب کو پورا کریں وہ خود ایک گورنمنٹ کالج کے پروفیسر تھے سو اپنی سب جمع پونجی اکلوتی بیٹی کی تعلیم کے لیے اٹھا رکھی تھی۔

اس لیے انہوں نے اس کا ایڈمیشن کراچی کی سب سے بڑی پرائیویٹ یونیورسٹی میں کرایا تھا اب یہ انابیہ کا انٹرسٹ تھا کہ اس نے کمپیوٹر سائنس کی فیلڈ میں ایڈمیشن لیا تھا اس نے اپنی کالج فرینڈز سے پرائیویٹ یونیورسٹیز کے ماحول اور ماڈرن ازم کے بارے میں کافی کچھ سن رکھا تھا اور آج پہلے ہی دن آ کر اس نے سب دیکھ بھی لیا تھا۔

ٹاپ اور جینز میں ملبوس میک اپ چہرے پر تھوپے یہ کسی اسلامی مملکت کے تعلیمی ادارے کی لڑکیاں تو نہیں لگ رہی تھیں لڑکیوں پر ہوٹنگ کرتے جملے کستے یہ لڑکے اسے سخت زہر لگ رہے تھے اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کوئی اسے ایسے مذاق کا نشانہ بھی بنائے گا وہ تو ہمیشہ سے ہی ٹاپ کلاس اسٹوڈنٹ رہی تھی۔

''آپ لوگوں کو تمیز نہیں ہے کیا کہ لڑکیوں کی کیسے عزت کی جاتی ہے ان کے بارے میں کس طرح سے بات کی جاتی ہے۔'' اسے اسی ماحول میں رہنا تھا یہیں پڑھنا تھا سو ہمت کر کے وہ اس گروپ کی جانب آ کر کھڑی ہوگئی تھی۔

''امیزنگ آپ جیسی بہن جی ٹائپ لڑکیوں کے منہ میں زبان بھی ہوتی ہے۔'' صارم اب کے زور سے ہنسا تھا۔ غصے سے انابیہ کا رنگ سرخ ہونے لگا تھا۔

''واٹ ڈو یو مین مسٹر، بہتر ہوگا اپنی حد میں رہیں آپ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔'' اس کی جانب انگلی اٹھا کر انابیہ نے وارن کیا تھا صارم تو اس کی اتنی جرأت پر ہی تلملا کر رہ گیا تھا بھلا صارم کے ساتھ کوئی لڑکی ایسے بھی بات کر سکتی تھی اس پر تو ہر لڑکی مرتی تھی۔ اس کی شان و شوکت پہ امارت پہ۔

''کیا...... کرو گی کیا تم ہاں شکایت کرو میری ہیڈ آفس میں کان کھول کر سن لو میرے پاپا اس یونیورسٹی کے بہت بڑے فنڈ ڈونر ہیں یہ جو اس یونیورسٹی کی امارت اور شان و شوکت دیکھ رہی ہو نہ یہ سب میرے پاپا کے فنڈ کی بدولت ہے جو ہر سال لاکھوں روپے یہاں دیتے ہیں۔ مجھے انگلی دکھاؤ گی تم یہاں سے ہی باہر کرا دوں گا۔'' وہ بے حد بدتمیز اور گھمنڈی تھا انابیہ سچ مچ اس کی دھمکی سن کر ڈر گئی تھی مگر ظاہر نہیں کیا۔

''آئندہ تم بھی میرے منہ مت لگنا بہتر ہوگا۔'' وہ غصے سے کہتی چادر سنبھالتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

''شٹ، سمجھتی کیا ہے خود کو چھوڑوں گا نہیں اسے نہ اپنے قدموں پر جھکایا تو میرا نام بھی صارم نہیں۔'' اس نے زور سے دیوار پر ہاتھ مارا تھا یہیں سے ان کی دشمنی کی شروعات ہوئی تھی۔

❀......❀❀❀......❀

''سمجھ نہیں آرہا کیسے سبق سکھاؤں اس مس بہن جی کو یار تم لوگ کچھ ہیلپ کرو نا۔'' وہ کب سے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے والی گھاس پر ادھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا۔

''یار چھوڑ نہ کیوں اس کے پیچھے اپنا ٹائم ویسٹ کر رہا ہے۔ وہ تیرے ٹائپ کی نہیں۔'' احسن نے سمجھایا تھا۔

''کیا مطلب میرے ٹائپ کی نہیں ہے تجھے لگتا ہے کہ میں اس کے ساتھ عشق لڑاؤں گا...... ہاہاہا...... وری فنی یار اس میں ایسا کیا ہے شکل دیکھی ہے اس کی نہ پہننے کی تمیز نہ کچھ ہونہہ...... مڈل کلاس۔'' اس کے لہجے میں خود بخود حقارت سمٹ آئی تھی۔

''کیوں شکل کو کیا ہوا اچھی خاصی خوب صورت تو ہے۔'' احسن نے چپس اس کی جانب بڑھائے تھے۔

''ہر وقت تو اتنی بڑی چادر لپیٹے رکھتی ہے جیسے بدصورتی یہاں کے لوگوں سے چھپا رہی ہو، ارے بھئی خوب صورت ہے تو اپنے آپ کو ایکسپوز کرے۔'' صارم کا قہقہہ بڑا جاندار تھا۔

''وہ ایکسپوز نہیں کرتی تو کیا ہوا ہم ایکسپوز کر دیں گے اسے۔'' ان کی کلاس فیلو اریشہ بھی چلی آئی تھی۔

"کیا مطلب۔" صارم اور احسن ایک ساتھ بولے تھے۔

"ادھر آؤ میرے پاس ایک پلان ہے۔" اریشہ نے ان دونوں کو اپنے قریب بلایا تھا پھر جیسے جیسے وہ بولتی چلی گئی ان دونوں کے چہروں پر بڑی ہی شیطانی مسکراہٹ پھیلتی گئی تھی۔

❀ .... ❀ ❀ ❀ .... ❀

اس نے نماز پڑھ کر گھڑی دیکھی ایک بج کر 30 منٹ ہو رہے تھے۔

"اوہ خدایا آج لیٹ ہوگئی ہوں یا اللہ خیر کرنا سر احسان تو دو منٹ کی دیر بھی برداشت نہیں کرتے فوراً باہر نکال دیتے ہیں۔" ٹھیک ایک بج کر بیس منٹ پر اس کی کلاس ہوتی تھی چادر اور بیگ سنبھالتی وہ فوراً بھاگی تھی کہ صارم اور اس کے دوستوں کے سامنے بے عزتی نہ ہو جائے۔

"مے آئی کم ان سر۔" پھولتی سانسوں سمیت اس نے بڑے ہی عجیب انداز میں زور سے کہا تھا فوراً کلاس استہزائیہ انداز میں اس کی جانب دیکھنے لگی تھی۔

"مس انابیہ آپ بہت لیٹ آئی ہیں آپ کو پتا نہیں ہے کیا کلاس کی ٹائمنگ۔" سر احسان نے پہلے گھڑی دیکھی پھر ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"سوری سر! میں نماز پڑھ رہی تھی۔" وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔

"مس انابیہ اس پوری کلاس میں کیا صرف آپ ہی نماز پڑھتی ہیں اور اسٹوڈنٹس نہیں پڑھتے کیا وہ تو ٹائم پر آتے ہیں۔" سر کا لہجہ قدرے سخت تھا۔

"نماز...... تو محترمہ واقعی ملانی ہیں بھئی ہم تو چاہیں کچھ بھی کریں ٹائم پر آتے ہیں بلاوجہ کی ڈرامہ بازی نہیں کرتے۔" صارم نے تو حد کردی تھی سر کے ہوتے ہوئے خود ہی بول پڑا۔ پوری کلاس انابیہ پر ہنسنے لگی تھی۔

"نماز ڈرامہ بازی لگتی ہے تمہیں، ڈرامہ تم خود ہو آئی سمجھ۔" وہ تیوریاں چڑھائے لڑنے مرنے کو تیار تھی۔

"او شٹ اپ مس انابیہ اور صارم انابیہ آپ جائیے آج کی کلاس آپ نہیں لے سکتیں اور صارم آپ بیٹھ جائیے۔" سر نے فیصلہ سنادیا تھا۔

"مگر سر......!" اس نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ سر نے ہاتھ کے اشارے سے منع کرتے ہوئے اسے سخت نظروں سے گھورا تھا وہ دبے پاؤں وہاں سے نکل گئی تھی صارم نے اسے منہ چڑایا تھا اسے لگ رہا تھا کہ یہ لڑکا اسے یہاں چین سے رہنے نہیں دے گا۔

❀ .... ❀ ❀ ❀ .... ❀

صارم کو ایک مہینے کے لیے اپنے مام ڈیڈ کے ساتھ اسلام آباد جانا پڑ گیا تھا انابیہ کے لیے وہ پورا مہینہ نہایت چین و سکھ کا باعث بنا تھا ادھر صارم کا پلان ادھورا رہ گیا تھا وہ جلد از جلد کراچی پہنچنا چاہتا تھا اس لیے جیسے ہی واپس آیا فوراً کیمپس بھاگا تھا احسن اور عریشہ اس کے منتظر تھے وہ جگہ جگہ انابیہ کو ڈھونڈ رہا تھا۔

"کیا بات ہے شہزادے کہیں پیار ویار تو نہیں ہوگیا اس سے بڑا مجنوں بن رہا ہے۔" احسن نے چھیڑا تھا۔

"جسٹ شٹ اپ یار، پیار اور اس سے کبھی نہیں تم لوگ پلان بھول گئے کیا ویسے ہی میرے چکر میں ایک مہینہ ضائع ہوگیا اب میں مزید ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرسکتا۔" وہ بے حد جذباتی ہو رہا تھا۔

"ریلیکس یار آجائے گی ابھی ٹائم ہی کیا ہوا ہے۔" احسان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ہاں یار چلو جب تک ہم لوگ کینٹین چلتے ہیں آج ناشتہ بھی نہیں کیا میں نے۔" صارم نے فیس بک پر اسٹیٹس اپ ڈیٹ کیا اور چلنے لگا پورا دن اس نے انابیہ کے انتظار میں گزارا تھا مگر انابیہ نہیں آئی تھی جیسے جیسے دن ڈوبتا جارہا تھا اس کا دل بھی ڈوبتا جارہا تھا۔

❀ .... ❀ ❀ ❀ .... ❀
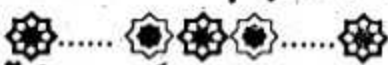
وہ آج پورے ایک ہفتے بعد کیمپس آئی تھی اور یہ پورا ہفتہ صارم نے سولی پر انتظار کرتے ہوئے کاٹا تھا نجانے کیوں اسے اس سے خدا واسطے کا بیر ہوچلا تھا حالانکہ وہ اس سے خود سے کبھی نہ الجھتی تھی۔

"کیا ہوا انابیہ تم ٹھیک تو ہو اتنے دن بعد کیوں آئیں

تمہارا کوئی کونٹیکٹ نمبر بھی نہیں تھا میرے پاس ورنہ میں کال کر کے پتا کر لیتی۔" انابیہ کی واحد دوست صبا ہی تھی کلاس میں سوا سے دیکھتے ہی اس کی جانب آئی تھی۔

"کچھ نہیں یار بس میری امی کی طبیعت بہت خراب تھی۔" وہ کافی تھکی تھکی سی اور پریشان لگ رہی تھی۔

"پریشان مت ہو اللہ خیر کرے گا۔" پوری کلاس میں اس کی عادت قدرے بہتر تھی سو انابیہ کو اس کی جانب سے تھوڑا سکون تھا۔

"ان شاء اللہ یار چلو کلاس میں چلتے ہیں۔" وہ چادر نیچے کرتی ہوئی کھڑی ہوئی تھی سامنے سے آتے صارم کی آنکھوں میں اسے دیکھتے ہی چمک آئی تھی انابیہ نے اسے دیکھ کر نخوت سے سر جھٹکا تھا وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ قسمت اس کے ساتھ بڑا ہی عجیب مذاق کرنے والی ہے۔

آج وہ جیسے ہی نماز ظہر ادا کرنے کی غرض سے گرلز کامن روم کی جانب گئی تھی عریشہ اس کے پیچھے لپکی تھی دور کھڑے صارم اور احسن نے عریشہ کو آل دا بیسٹ کا اشارہ کیا تھا۔

"کیا بات ہے بھئی آج تو بڑے بڑے لوگ نماز پڑھنے آئے ہیں۔" عریشہ کو دیکھتے ہی صبا نے انابیہ کو کہنی ماری تھی۔

"چھوڑو نہ یار ہمیں کیا کسی سے، چلو پہلے تم وضو کر لو پھر میں کر لیتی ہوں۔" انابیہ نے چادر ایک طرف رکھ کر کپڑے جھاڑے تھے یہاں صرف لڑکیاں ہی ہوتی تھیں اس لیے پردے کے حوالے سے انابیہ تھوڑی بے فکر تھی ورنہ اس کی چادر ذرا جو سرک جائے یہ اسے گوارانہ تھا اس کی صحبت میں رہ کر صبا بھی نماز کی پابندی کرنے لگی تھی صبا وضو کر کے نکلی تو عریشہ بھی واش روم کا بہانہ کر کے انابیہ کے پیچھے لپکی تھی دراصل اندر دو تین واش روم علیحدہ علیحدہ بنے تھے ساتھ میں وضو اور منہ وغیرہ دھونے کی جگہ الگ سے بنائی گئی تھی۔ اس نے وضو کرنے کے لیے دوپٹا سائیڈ میں ٹانگ دیا تھا اسی لمحے عریشہ واش روم سے نکلی تھی گوری رنگت بڑی بڑی سیاہ آنکھیں گھنے آبشار جیسے سیاہ بال انابیہ

واقعی بہت خوب صورت تھی دوپٹہ سے بے نیاز ڈھیلے ڈھالے پنک شلوار قمیص میں وہ جیتی جاگتی قیامت لگ رہی تھی ایک لمحے کو تو عریشہ بھی مبہوت رہ گئی تھی مگر اگلے ہی پل اس نے خود کو سنبھالا اور اپنی جینز کی پاکٹ میں سے موبائل نکالا اسی لمحے کا تو اسے کب سے انتظار تھا اس نے خاموشی سے اس طرح اس کی تین چار تصویریں لی تھیں کہ انابیہ کو خود خبر نہیں ہوئی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے جا رہا ہے۔ انابیہ تو وضو کر کے نماز کے لیے چلی گئی تھی مگر عریشہ کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی تھی کامن روم سے باہر نکلتے ہی اس نے باہر بے تابی سے انتظار کرتے صارم اور احسن کو وکٹری کا نشان دکھایا تھا۔

❁......❁❁❁......❁

کمپیوٹر اسکرین پر اس کی انگلیاں بڑی تیزی سے حرکت کر رہی تھیں وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے کمپیوٹر پر بیٹھا اس کی پکچرز ایڈٹ کرنے میں مصروف تھا یہ سوچے بنا کے وہ کیا کرنے جا رہا ہے کسی کی عزت داؤ پر لگا رہا تھا شیطان نے اس کی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں سلب کر لی تھیں بڑے ہی جوش سے اس نے اپنا کام مکمل کیا اور ڈیٹا اپنی یو ایس بی میں محفوظ کر کے کمپیوٹر بند کر دیا اس رات اسے نیند نہیں آئی تھی کسی کو نیچا دکھانے کا جنون اس کی آنکھوں میں تھا صبح ہوتے ہی وہ گنگناتے ہوئے جلدی سے ناشتہ ختم کر کے کیمپس بھاگا تھا تھوڑی ہی دیر میں احسن اور عریشہ بھی پہنچ گئے تھے انہیں پہلے ہی ایس ایم ایس کے ذریعے آدھا کام ہونے کی اطلاع صارم کے ذریعے مل گئی تھی۔

اس وقت وہ تینوں کسی شیطان سے کم نہیں لگ رہے تھے صارم نے لیپ ٹاپ آن کیا اور بڑی ہی تیزی سے اگلے پانچ سے دس منٹ کے اندر وہ تمام سوشل میڈیا پر اس کی تصاویر اپ لوڈ کر چکا تھا۔

"زبردست اب آئے گا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔" صارم نے خوشی سے کہا اور لیپ ٹاپ بند کر دیا جب ہی ان تینوں کو انابیہ آتی دکھائی دی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ آج کا دن اس کے لیے کتنا بدنصیب ہے۔

❁......❁❁❁......❁

وہ جیسے ہی کلاس میں داخل ہوئی ہر کوئی اس کی جانب ایسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی گناہ عظیم کر کے آئی ہو سب آپس میں اسے دیکھ دیکھ کر چہ مگوئیاں کر رہے تھے وہ حیران پریشان سی اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی تھی۔

"یہ سب کیا ہے انابیہ تم تو اتنی شریف بنتی ہو پھر اپنی آئی ڈی پر یہ سب کیا اپ لوڈ کیا ہے تم نے؟" اس کی ایک کلاس فیلو حنا اس کے پاس اپنا ٹیبلٹ لے کر آئی تھی۔ انابیہ نے اسے پہلے حیرانی سے دیکھا اور پھر اس سے موبائل لے کر چیک کیا اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں نہایت نامناسب انداز میں لی گئی تصویر اس کی کیسے ہو سکتی تھی اور اس کے نام سے بنی یہ فیس بک آئی ڈی بھلا وہ کب فیس بک یوز کرتی تھی اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا وہ تو کبھی بنا چادر کے کہیں گئی بھی نہیں تھی پھر یہ بنا دوپٹا کے لی گئی تصویر وہ اپنے آپ کو شرمندگی کی گہرائی میں دھنسا ہوا محسوس کر رہی تھی اسے لگا وہ پاگل ہو جائے گی۔

"یہ سب فیک ہے یہ میری آئی ڈی نہیں ہے مجھے نہیں پتا یہ سب کس نے کیا۔" وہ زور سے چیخی تھی آج صبا بھی نہیں آئی تھی۔

"جھوٹ مت بولو تم جیسی پردہ دار اور پاک باز بننے والی لڑکیاں درحقیقت ایسی ہی ہوتی ہیں۔" ایک اور لڑکی انمول آگے بڑھ کر بولی تھی یہ کیسی لڑکیاں تھیں جو خود ایک لڑکی ہو کر اس کی بدنامی کا چرچہ کر رہی تھیں وہ روتے ہوئے وہاں سے تقریباً بھاگی تھی اس وقت اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا جب ہی وہ سامنے سے آتے صارم سے ٹکرائی تھی اس وقت اس کی چادر سر سے نیچے سرکی تھی۔

"دیکھ کے چلو میڈم فیس بک پر کیا ایکسپوز ہوئیں تم نے تو چادر ہی اتار دی۔ ویسے دیکھ لیا نہ ہم سے الجھنے کا انجام اب آئندہ کسی کو دھمکی نہیں دینے سے پہلے ایک بار ضرور سوچ لینا ایک بار۔" صارم کا لہجہ طنز میں ڈوبا ہوا تھا۔

"تم...... تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ سب کرنے کی میں چھوڑوں گی نہیں تمہیں۔" انابیہ نے اس کا گریبان پکڑا

aanchal.com.pk

رنگا رنگ کہانیوں سے آراستہ دلچسپ جریدہ

ماہنامہ

نئے افق

تازہ شمارہ شائع

ہو گیا ہے

onlinemagazinepk.com/recipes

ستمبر 2015ء کے شمارے کی ایک جھلک

روپ بہروپ: اس دنیا میں لوگوں کے کئی روپ ہوتے ہیں' ہر روپ دوسرے سے جدا اور نرالا ہوتا ہے۔ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس نے دنیا کو جان لیا ہے' سمجھ لیا ہے' جو بھی دنیا کے روپ کو سمجھنے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے سامنے ایک نیا بہروپ سامنے آجاتا ہے۔ اس رنگ بدلتی دنیا کا احوال' نئے افق کے کہنہ مشق لکھاری محمد سلیم اختر کے قلم سے ایک طویل ناول۔

قلندر ذات: یہ کہانی ایک ایسے مرد آہن کی ہے جو ذات کا قلندر تھا۔ اس نے ان لوگوں کو اپنی انگلیوں پر نچایا جو اپنے تئیں دنیا تسخیر کرنے کی دھن میں انسانیت کے دشمن بن گئے تھے۔

فلسطین: بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول' وہ شہر جہاں ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے۔ وہ شہر جسے سیکڑوں نبیوں نے اپنی آخری آرام گاہ کے طور پر چنا۔ وہ شہر جو تین مذاہب کے ماننے والوں کے لیے مقدس ترین ہے۔ اسی تاریخی شہر کے پس منظر میں لکھا جانے والا ایک ایسا ناول جسے آپ بار بار پڑھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ الیاس ایم اے کے قلم سے تاریخی کہانیاں پسند کرنے والوں کے لیے بطور خاص۔

بنت غزہ: عمان کی نیوال فرخ ایک ذہین بہادر اور محب وطن صحافی ہے اس نے اپنے آپ کو صرف فلسطین کے مسلمانوں کی آواز بلند کرنے اور اقوام عالم تک پہنچانے کی ذمہ داری کے لیے وقف کردیا ہے۔ وہ فلسطین میں عمان کے رویائی وی چینل کے ہیڈ آفس کی ہیڈ بھی ہے 2 جولائی 2015ء کو ایک سولہ سالہ مسلمان لڑکے محمد ابوالقدیر کی برسی کے موقع پر پروگرام کی کوریج کے دوران اس کے چہرے پر یہودی دہشت گردوں نے تیزاب پھینک دیا وہ ایک مقامی ہیلتھ کلینک میں زیر علاج ہے لیکن اس کے جذبہ حب الوطنی میں کوئی کمی نہیں آئی وہ آج بھی اپنے مسلمان بہن بھائیوں کے لیے اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔

لیا تھا۔

"نہ..... نہ..... یہ غلطی نہ کرنا پہلی غلطی کی سزا سے سبق سیکھو ورنہ اور کیا کیا ہوگا تمہارے ساتھ تمہیں اس کا اندازہ بھی نہیں ہے۔" اس نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"انسان ضرور بے بس ہوجاتے ہیں مگر اللہ نہیں۔ اس کی لاٹھی بے آواز ہے یاد رکھنا۔" اتنا کہہ کر وہ غصے سے وہاں سے چلی گئی تھی اس کا دل شدت سے اس وقت مرنے کو چاہ رہا تھا۔

❁❁❁......❁❁❁

کیا مصیبت ہے اس لیپ ٹاپ کو بھی ابھی خراب ہونا تھا اتنی امپورٹمنٹ ای میل کرنی تھی مجھے۔" لیپ ٹاپ سے یو ایس بی نکالتے ہوئے وہ گرجے تھے انہوں نے ٹائم دیکھا تین بج رہے تھے دوپہر کے انہوں نے جلدی سے موبائل نکال کر اپنے کمپیوٹر آپریٹر کو فون کیا تاکہ وہ جلد از جلد گھر آ کر ان کا لیپ ٹاپ ٹھیک کردے مگر اسے بھی پہنچنے میں کچھ وقت لگتا اور انہیں ہر حالت میں یہ ای میل بھیجنی تھی۔

"اتنا پریشان کیوں ہورہے ہیں آپ بھئی کب سے دیکھ رہی ہوں صارم گھر پر نہیں اور لیپ ٹاپ تو اپنا وہ لے کر گیا ہے اس کا کمپیوٹر استعمال کرلیں آپ جاکر۔" ان کی نصف بہتر ہمیشہ سے ہی ان کے سارے مسائل چٹکی میں حل کردیتی تھیں ہاشم صاحب نے تشکر سے ان کی جانب دیکھا پھر جلدی سے صارم کے روم میں چلے آئے انہوں نے سسٹم آن کرکے یو ایس بی لگائی پھر نیٹ آن کرکے اسکرین کی طرف متوجہ ہوگئے مگر سامنے ہی کسی لڑکی کا فیس بک اکاؤنٹ کھلا ان کو منہ چڑا رہا تھا۔

"مگر صارم کے سسٹم میں کوئی لڑکی اپنا اکاؤنٹ کیوں ان کرے گی۔" وہ باپ تھے سو چھان بین کرنا اپنا فرض سمجھا جیسے ہی انہوں نے چیک کیا ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ انابیہ علیم کے نام سے بنے اس فیس بک اکاؤنٹ پر نہایت نامناسب تصاویر اپ لوڈ کی گئی تھیں اور اس پر سب سے زیادہ طنزیہ کمنٹ صارم کے ہی تھے۔ ہاشم صاحب بہت ذہین تھے ان کے دماغ میں فوراً کچھ کلک ہوا تھا وہ اپنا کام بھول کر کمپیوٹر ڈیٹا چیک کرنے لگے پانچ منٹ کی مشقت سے انہیں بالآخر وہ تصاویر مل ہی گئی تھیں اس فائل میں انابیہ کی اوریجنل تصاویر بھی تھیں اور وہ بھی جنہیں بعد میں ایڈیٹ کیا گیا تھا۔

"تو مسٹر صارم یہ اکاؤنٹ بھی آپ نے ہی بنایا ہے تاکہ اس لڑکی کی تصاویر اپ لوڈ کرکے بدنام کریں پتا نہیں کسی کی بہن بیٹی ہے شکل سے ہی معصوم لگ رہی ہے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اتنا گر جاؤ گے، ان کی آنکھوں میں غم و غصے کی شدید لہر تھی انہوں نے طے کرلیا تھا کہ وہ صارم کو اب معاف نہیں کریں گے کسی کی عزت سے کھیلنے کا مطلب کیا ہوتا ہے وہ اسے سکھا کر رہیں گے آزادی دینے کا مطلب یہ نہیں کہ بچے سیاہ سپید کا فرق بھول جائیں نہایت اٹل ارادہ کرتے ہوئے انہوں نے پرنسپل صاحب کو فون کیا تھا پھر انہوں نے جو کچھ پرنسپل سے کہا اس کے بعد اب انہیں صارم کے گھر لوٹنے کا انتظار تھا۔ انہوں نے سوچ لیا کہ اب انہوں نے کیا کرنا ہے۔

❁❁❁......❁❁❁
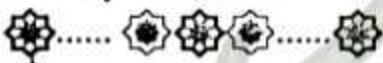
رات گئے تک دوستوں کے ساتھ پارٹی کرکے وہ گھر لوٹا تو اس کا استقبال انتہائی شاکنگ انداز میں ہوا تھا۔

"وہیں رک جاؤ صارم اندر داخل ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرا بس چلے تو تمہیں جان سے ماردوں تمہیں شرم نہ آئی ایک پاک باز جوان لڑکی کی عزت سے کھیلتے ہوئے۔" انداز اتنا سخت تھا کہ وہ ہکا بکا باپ کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

"یہ..... یہ..... کیا کہہ رہے ہیں ڈیڈ آپ..... آپ کو مجھ پر ٹرسٹ نہیں کیا۔" وہ جان بوجھ کر انجان بن رہا تھا اس کے اندازے کے مطابق انابیہ کبھی اس کے گھر تک نہ پہنچ سکتی تھی پھر ڈیڈ کو کیسے شک ہوا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ جوان بیٹے پر کیسے الزام لگا رہے ہیں۔" چیخ و پکار سن کر نزہت بھی جلدی سے نماز ختم کرکے بیٹے کے دفاع کو آن پہنچی تھیں۔

"نزہت پلیز آپ بیچ میں نہ بولیں، جب آپ کو اصل

بات کا نام نہیں ہے آپ کو نہیں پتا آپ کے بیٹے نے کیا کیا ہے اور صارم کسی کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرتا ہی کسی کی عزت کے ساتھ کھیلنا نہیں ہوتا بلکہ کسی پاک باز پر تہمت لگانا بہتان باندھنا اس کا فیک فیس بک اکاؤنٹ بنانا اس کے کلاس فیلو کو ایڈ کرتا یہ دکھانے کے لیے وہ فیس بک یوز کرتی ہے پھر چند دن بعد اس کی چھپکے سے تصویر کھینچی اسے ایڈٹ کر کے نامناسب انداز میں اپ لوڈ کرنا کیا یہ کسی کی عزت کے ساتھ کھیلنا نہیں ہے۔ تمہارے کمپیوٹر سے مجھے سارا ڈیٹا مل چکا ہے انابیہ کے ساتھ تم نے جو کچھ کیا اس کے بعد میں تمہیں اس گھر میں نہیں رکھ سکتا۔'' سپاٹ لہجے میں انہوں نے فیصلہ سنایا تھا صارم جانتا تھا اس کے پاپا اصولوں کے سخت ہیں غصے کے تیز ہیں مگر وہ اتنے سخت ہوں گے وہ یہ نہیں جانتا تھا نزہت تو خود حیران رہ گئی تھیں کہ کہاں ان کی تربیت میں کمی رہ گئی ہے جو آج انہیں یہ دن دیکھنا پڑا۔

''پاپا! پلیز آئی ایم سوری مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگئی پلیز مجھے معاف کردیں پلیز۔'' وہ ماما پاپا کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اور معافی کے سوا اس کے پاس کوئی راستہ بھی نہ تھا۔

''بات مت کرو، تم جاؤ یہاں سے۔'' انہوں نے زبردستی اسے خود سے الگ کیا تھا مگر وہ ہٹنے کو تیار ہی نہ تھا۔

''پاپا پلیز بس ایک موقع دے دیں آپ جو کہیں گے وہیں کروں گا کبھی آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔''

''سوچ لو اگر تم میری ہر بات کو ماننے کے لیے تیار ہو تو پھر میں ایک شرط پر تمہیں معاف کرنے کے لیے تیار ہوں۔'' ان کا لہجہ اب تھوڑا نرم پڑا تھا وہ اپنی بات منوانے کے فن سے آشنا تھے۔

''ہاں آپ جو بولیں گے مجھے منظور ہے۔'' وہ ایک دم جذباتی ہوا تھا۔

''تم انابیہ سے شادی کرو گے اسی مہینے اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے اگر تمہیں منظور ہے تو تم یہاں رہ سکتے ہو ورنہ آرام سے جاسکتے ہو۔'' ان کے فیصلے میں ذرا سی بھی ردو بدل کی گنجائش نہ تھی۔

''کیا......؟'' اس کی سماعتوں پر کوئی بم پھٹا تھا اسے لگا تھا کہ ڈیڈ اس سے مذاق کررہے تھے۔

''جلدی بتاؤ تمہارے پاس صرف دس سیکنڈ ہیں۔'' وہ حد درجہ سیریس تھے ایک دم صارم کے شیطانی دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا اس کے اندر ڈھیروں اطمینان اتر گیا تھا۔

''مجھے منظور ہے۔'' اس نے جلدی سے کہا اور ڈیڈ کے گلے لگ گیا مگر اگلے ہی پل وہ اسے خود سے جدا کر کے اندر چلے گئے تھے نزہت بھی اس سے سخت خفا تھیں سو وہ بھی چلی گئی تھیں۔

''مان جائیں گے سب، شکر ہے ڈیڈ مان گئے مزہ تو اب آئے گا مس انابیہ وہ دل ہی دل میں بڑبڑا رہا تھا چہرے پر بڑی ہی مکرو مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

❁......❁❁❁......❁

انابیہ کے گھر والوں کو ہاشم صاحب نے پرنسپل کے توسط سے منا ہی لیا تھا ویسے بھی انہیں انابیہ بہت پسند آئی تھی بس انہیں انابیہ کی طرف سے ڈر تھا نجانے وہ کیسا ری ایکٹ کرتی یوں بھی اس کی والدہ کی طبیعت کافی ناساز تھی وہ بھی اپنے فرض سے جلد از جلد سبکدوش ہونا چاہتی تھیں پھر انابیہ بے چاری کیا کرتی اس نے کوشش تو بہت کی انکار کی لیکن ماں باپ کا پر امید اور خوش چہرہ دیکھ کر خاموش ہوگئی جو اس کے اتنے اچھے گھر میں رشتہ ہونے سے بہت خوش تھے۔ اس دن کے بعد سے وہ کیمپس بھی نہیں گئی تھیں یوں ہاشم صاحب کی جدوجہد وہ ایک مہینے کے اندر اندر انابیہ عظیم سے انابیہ صارم بن کر ان کے گھر آ گئی تھی روایتی رسموں کے بعد نزہت اسے اس کے کمرے میں لے آئی تھیں انابیہ جیسی بیٹی کو دیکھ کر وہ بھی بہت خوش تھیں انابیہ کا دل اندر سے کانپ رہا تھا جو بھی تھا جیسا بھی تھا وہ اس رشتے کو اپنے رب کی رضا مان کر دل سے اپنا کر اس گھر آئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ صارم اس سے نفرت کرتا ہے اور یہ بھی سچ تھا کہ وہ خود بھی اسے معاف نہیں کرسکتی صرف اس کی وجہ سے اس کی زندگی بدل گئی تھی اس نے ایک نظر کمرے کا جائزہ لیا یہ کمرہ کسی نارمل انسان کا کم اور کسی

میوزک آرٹسٹ کا زیادہ لگ رہا تھا اس نے تاسف سے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی پھر کمر ٹکانے کی غرض سے بیڈ پر ٹیک لگالی۔ اگلے ہی پل صارم کی آمد سے وہ سہم کر رہ گئی تھی گوری دمکتی رنگت آف وائٹ شیروانی میں ملبوس وہ کسی شہزادے سے کم نہ لگ رہا تھا جتنی اس کی صورت اچھی تھی اتنے ہی سیاہ اس کے اعمال تھے صارم نے موبائل بیڈ پر پھینکا اور حقارت سے انابیہ کو دیکھا سرخ فل کام والے شرارے میں ملبوس معصوم چہرے پر میک اپ عجیب ہی تاثر پیش کررہا تھا ایک پل کو تو صارم ٹھٹک کر رہ گیا تھا مگر اگلے ہی پل اس نے خود کو سنبھالا تھا۔

"تمہارے باپ کا بیڈ نہیں ہے یہ اٹھو یہاں سے مجھے سونا ہے۔" شادی کی اولین رات پر ایک نئے نویلے دلہا کا یہ کون سا انداز تھا ہاشم صاحب نے تو خود ضد کرکے فرنیچر وغیرہ لینے سے منع کردیا تھا پھر یہ طعنہ انابیہ کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا وہ تھوڑی دیر تک نہیں اٹھی تو صارم نے باقاعدہ اس کا ہاتھ پکڑ کے گھسیٹا اور ایک جھٹکے سے اسے بیڈ سے اٹھا دیا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے صارم جب یہی سب کرنا تھا تو شادی کیوں کی تھی۔" وہ آخر لڑکی تھی اسے شدید احساس توہین احساہوا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ صارم کی عقل ٹھکانے لگادے۔

"ہاہاہا...... شادی...... مائی ڈیئر وائف...... آئی ہیٹ یو اور یہ شادی میں نے صرف پاپا کی وجہ سے کی ہے تم کیا سمجھ رہی ہو کہ تمہارے عشق میں گرفتار ہوکر میں نے یہ قدم اٹھایا ہے تو یہ بھول ہے تمہاری تمہارا تو میں وہ حشر کروں گا کہ پناہ مانگو گی مجھ سے تم جیسی لڑکیوں کو چھونا تو دور کی بات میں دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہوں یاد رکھنا۔" اس کا ہاتھ مروڑ کر اس نے اس کی ساری چوڑیاں توڑ دی تھیں۔ زخمی کلائی سے خون رسنے لگا تھا لیکن انابیہ کو کہاں پروا تھی شادی کی پہلی رات کیسا مذاق کیا تھا قسمت نے اس کے ساتھ صارم چینج کرکے بیڈ پر لیٹ گیا تھا اور چند لمحوں میں ہی سو گیا تھا جبکہ وہ بے دردی سے اپنا زیور اتارتی اپنی قسمت پر ماتم کناں تھی پوری رات کمرے میں اس کی سسکیاں گونجتی رہی تھیں۔

❀......❀❀❀......❀

وہ ولیمے کے بعد بابا سے بات کرنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ ولیمے کے دوسرے دن ہی بابا کی کال آگئی تھی اس کی ماں کی طبیعت بہت خراب تھی انہیں ہاسپٹلائز کردیا گیا تھا وہ اسپتال جانے کے لیے نکل ہی رہی تھی کہ صارم نے اس کی زخمی کلائی پھر سختی سے مروڑی تھی۔

"جا تو رہی ہو مگر یاد رکھنا میرے یا اپنے گھر والوں کے سامنے اگر تم نے اپنا منہ کھولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" وہ اس سے ڈری نہیں تھی مگر اس وقت الجھنا نہیں چاہتی تھی سو چپ چاپ چلی آئی ایسے آڑے وقت میں ہاشم اور نزہت نے اس کا بہت ساتھ دیا تھا علیم صاحب کو بھی ہاشم صاحب نے سنبھالا ہوا تھا انابیہ کی والدہ کی کنڈیشن کے زیر اثر انہوں نے گورنمنٹ اسپتال سے ڈسچارج کرا کے شہر کے اچھے اور بڑے اسپتال میں داخل کرا دیا تھا سارا خرچہ بھی انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا تھا انابیہ واقعی اپنے ساس سسر کی نیک فطرت سے مانوس ہوچکی تھی اس کی سمجھ سے باہر تھا کہ اتنے نیک ماں باپ کی اتنی نافرمان اولاد کیسے ہوسکتی ہے۔

"بیٹا! اتنی فکر مت کرو بس اللہ سے دعا کرو کہ نسرین بہن کی طبیعت جلد از جلد ٹھیک ہوجائے۔" نزہت بھی اپنی اس بہو نما بیٹی کے دکھ میں برابر کی شریک تھیں۔

"ان شاء اللہ مما آپ بھی دعا کریں نہ آپ تو بہت اچھی ہیں۔" انابیہ ان کے کندھے سے لگ کر سسک اٹھی تھی وہ دونوں اللہ سے دعا گو تھیں لیکن زندگی اور موت برحق ہے نسرین کینسر کے آخری اسٹیج پر تھیں انابیہ کا گھر بس گیا تھا ماں جیسی ساس مل گئی تھیں سو وہ بھی اطمینان سے اس دنیا سے رخصت ہوگئیں آخری لمحات میں انہوں نے انابیہ کو فقط ایک ہی نصیحت کی تھی۔

"بیٹا تو بہت قسمت والی ہے اللہ نے تجھے اتنا اچھا سسرال دیا تیرے ساس سسر بہت اچھے ہیں ان کی ہمیشہ

عزت کرنا صارم کا خیال رکھنا اور کبھی میری عزت پر آنچ نہ آنے دینا تیرا گھر بسا رہے بس یہی دعا ہے میری۔'' اتنا کہہ کر انہوں نے آنکھیں بند کرلی تھیں پھر انابیہ کی چیخوں پر بھی انہوں نے آنکھیں نہ کھولیں تھیں علیم صاحب نڈھال سے وہیں گر گئے تھے قسمت کے اس فیصلے پر کوئی بھی خوش نہیں تھا صارم نے بڑی ہی بے زاری سے یہ منظر دیکھا تھا۔

❁......❁❁❁......❁

وہ نماز پڑھنے کی غرض سے کمرے میں آئی تھی اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ صارم اتنا بے حس ہوگا آج اس کی ماں کو مرے صرف آٹھ دن ہی ہوئے تھے اور وہ کس قدر تیز آواز میں میوزک سن رہا تھا۔

''مجھے نماز پڑھنی ہے بند کریں یہ۔'' وہ جائے نماز ہاتھ میں اٹھائے اس کے سر پر آ کھڑی ہوئی تھی۔

''میں بند نہیں کروں گا تمہیں نماز پڑھنی ہے تو باہر جا کر پڑھو۔'' وہ واقعی بے حد بدتمیز تھا۔

''آپ کو ذرا سا بھی احساس نہیں ہے کہ کسی کی ماں اس دنیا سے چلی گئی ہے خود تو نماز پڑھ نہیں سکتے کم از کم اس کا احترام تو کرسکتے ہیں۔'' وہ اب اس کے سامنے چپ رہنے کی بجائے برابر کے جواب دیتی تھی اپنے بابا کی وجہ سے اس نے کسی کو سچ نہ بتایا تھا بلکہ اپنی شادی شدہ زندگی کا بھرم ہی رکھ رہی تھی۔

''تم ماتم کرنے کے لیے کافی نہیں ہو کیا جو میں بھی شروع ہو جاؤں اتنے دن سے تو اپنی ماں کے غم میں روئے جا رہی ہو۔'' اس نے میوزک کی آواز کم کرکے کہا پھر دوبارہ سے پلے لسٹ ری سیٹ کرنے لگ گیا۔

''خدا کے قہر سے ڈریں صارم آپ کو تو اللہ ہی پوچھے گا۔'' وہ کہہ کر رکی نہیں تھی تیزی سے کمرے سے نکلتی چلی گئی تھی۔

''یا اللہ میرے ہی نصیب میں اتنا گمراہ شخص کیوں لکھ دیا آپ نے...... کیوں۔'' پہلی بار اس کے منہ سے اپنے رب کے حضور شکوہ نکلا تھا۔

❁......❁❁❁......❁

''بیٹا ایسا کب تک چلے گا تم نے تو خود کو اس گھر میں ہی بند کرلیا ہے یونیورسٹی بھی جانا چھوڑ دیا ہے نسرین بہن یہ تو نہیں چاہتی تھیں کہ تم اپنی ایکٹیویٹیز ہی چھوڑ دو۔'' آج اس کی اماں کو گئے ایک مہینہ ہوگیا تھا پر وہ ابھی تک سوگوار حالت میں گھوم رہی تھی اس کے ساتھ کیا ہوا تھا وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھی۔

''مما پلیز میرا اب اور اسٹڈی کا دل نہیں۔'' اس نے صوفے پر رکھا میگزین اٹھاتے ہوئے بہانہ گھڑا تھا۔

''چلو اسٹڈی کا موڈ نہیں ہے مگر تھوڑا بہت باہر تو نکلو تمہیں دیکھ کر لگتا ہی نہیں ہے کہ تمہاری شادی کو ایک مہینہ ہوگیا۔'' انہوں نے نرمی سے ٹوکا تھا وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ان کی اس پیاری سی بیٹی پر کوئی انگلی اٹھائے کیونکہ انہوں نے انابیہ کو کبھی تیار نہیں دیکھا تھا وہ ہمیشہ سے ہی سادہ رہتی تھی اور اب شادی کے بعد بھی کہیں سے نہیں لگتا تھا کہ وہ شادی شدہ ہے۔

''میں دھیان رکھوں گی اب خوش۔'' اس نے ان کے گرد باز و حمائل کیے تھے۔

''گڈ یہ صارم آتا ہے تو اس کی بھی کلاس لیتی ہوں میری بہو کو کہیں لے کر ہی نہیں جاتا۔'' وہ فوراً خوش ہوئی تھیں۔

''بھئی اب میں تو لے کر جانا چاہتا ہوں مگر جب آپ کی لاڈلی بہو ہی کہیں جانا نہیں چاہتی تو کوئی کیا کرے۔'' وہ کسی شیطان کی طرح فوراً نازل ہوا تھا۔

''یہ میں کیا سن رہی ہوں انابیہ...... اب تم منع نہیں کرو گی بھئی یہی تو دن ہیں گھومنے پھرنے کے۔'' انہوں نے فوراً کان کھینچے تھے وہ بے چاری سر جھکا کر رہ گئی تھی۔

''لو پھر اماں اس سے بولیں کہ شام میں تیار رہے میرے فرینڈز کے گھر پارٹی ہے ہمیں وہاں جانا ہے۔'' صارم نے موقع کا پورا پورا فائدہ اٹھایا تھا انابیہ نے اسے بڑی ہی سخت نظروں سے گھورا تھا۔

''ہاں بیٹا آپ تیار رہنا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔'' وہ

اس کا گال تھپتھپاتے کراٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق انابیہ کو ان کی بات ماننی ہی پڑی تھی۔

......❁❁❁❁......❁

ہلکے اسکن کلر میں لائٹ ایمبرائڈری اور میک اپ کے ساتھ وہ کافی اچھی لگ رہی تھی اس نے تیار ہو کر ایک نظر آئینے میں خود کو دیکھا پھر الماری سے چادر نکال کر اوڑھ لی نیچے صارم اس کا انتظار کر رہا تھا وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو ہاشم اور نزہت نے اس کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا تھا۔

''تم یہ اتنی بڑی چادر پہن کر میرے ساتھ جاؤ گی' میرے فرینڈز کیا سوچیں گے۔'' صارم ایک دم بے زار ہوا تھا۔

''صارم...... کیا بدتمیزی ہے یہ انابیہ کا جیسے دل چاہے گا وہ جائے گی اگر آپ کو نہیں لے جانا تو آپ اکیلے جاسکتے ہیں مگر اس طرح بات کرنے کی آئندہ ضرورت نہیں۔'' ہاشم صاحب کو ایک دم غصہ آ گیا تھا وہ بہت خوش تھے کہ ان کی بہو نیک ہے پھر وہ کیوں اس کی سائیڈ نہ لیتے۔

''او کے...... چلو۔'' ڈیڈ کا غصہ دیکھ کر وہ فوراً سیدھا ہوا تھا انابیہ خاموشی سے اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی تیس منٹ کی ڈرائیو کے دوران دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

''یہ چادر یہیں رہنے دو خبردار جو اندر پہنی۔'' وہ گاڑی سے اترنے لگی تو صارم نے بے دردی سے اس کی چادر کھینچ کر پچھلی سیٹ پر پھینکی تھی اس کی آنکھوں میں نمی پھیلتی چلی گئی تھی۔

''اور یہ دوپٹا بھی گلے میں ڈالو سر پر مڈل کلاس عورتوں کی طرح پہننے کی ضرورت نہیں۔'' اس نے سختی سے اس کے سر سے دوپٹا بھی کھینچ ڈالا تھا۔

''صارم...... یہ کیا بدتمیزی ہے۔'' وہ چیخی تھی۔

''چپ چاپ میری بات مان لو ورنہ میں وہ کروں گا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا اترو گاڑی سے۔'' اس کا لہجہ وہی دھمکی آمیز تھا وہ کراہ کر رہ گئی تھی۔ پھر سر جھکائے اس کے ساتھ چلنے لگی۔

''یا اللہ مجھے معاف کر دینا میں نے جان بوجھ کر لوگوں کو دکھانے کے لیے یہ آرائش و زینت نہیں کی ہے میں مجبور کی گئی ہوں آپ تو جانتے ہیں نا۔'' وہ دل ہی دل میں اپنے رب سے معافی کی خواستگار تھی پارٹی کا ماحول بہت خراب تھا سلیولیس شرٹس میں ملبوس ناچتی لڑکیاں اور ان کے گرد بازو حمائل کیے یہ اپر کلاس مرد اس کا دم گھٹنے لگا تھا اس ماحول میں صارم خود دوسری لڑکیوں میں پوری طرح سے گھرا ہوا تھا انابیہ کا دم گھٹنے لگا تھا کیا تھی آج کل کی ینگ جنریشن مغربیت کے لبادے میں لپٹی ہوئی۔

''آپ کیوں اکیلی بیٹھی ہیں بیوٹی فل لیڈی کم پلیز ڈانس ود می۔'' کوئی منچلا اس کے پاس آیا تھا انابیہ کا خون کھول اٹھا تھا اس کے کچھ بولنے سے پہلے صارم ہاتھ میں ڈرنک لیے اس کے پاس چلا آیا تھا۔

''یہ میرے ساتھ ہیں یار...... چلو میرے ساتھ چلو۔'' وہ اس لڑکے سے کہہ کر زبردستی انابیہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں لے آیا تھا جہاں سب نشے میں دھت ناچنے میں مصروف تھے انابیہ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ صارم ڈرنک بھی کرتا ہے۔

''شراب حرام ہے صارم آپ مسلمان ہیں۔'' وہ بولنے سے باز نہیں آئی تھی۔

''اوہ پلیز اب شروع مت ہو جانا۔'' وہ پوری طرح گمراہ ہونے والوں میں سے تھا انابیہ نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اپنا ہاتھ چھڑا کر وہ باہر کی طرف بھاگتی چلی گئی تھی صارم نہایت غصے میں اپنے فرینڈز سے معذرت کرتا اس کے پیچھے آیا تھا اسے ڈر تھا کہ وہ کہیں پاپا کو نہ بتا دے۔

❁❁❁❁......❁
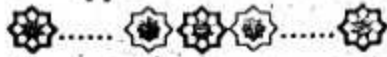
اس رات انابیہ صارم سے بالکل مخاطب نہیں ہوئی تھی وہ تو اچھا ہوا تھا کہ ان کے لوٹنے سے پہلے ہاشم اور نزہت سو گئے تھے ورنہ وہ ان کو اپنی اجڑی صورت کا کیا جواز پیش کرتی اگلا پورا دن اس نے صارم کے سامنے جانا پسند نہ کیا تھا رات کو کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد نماز پڑھ کر جب وہ کمرے میں آئی تو صارم بیڈ کراؤن سے ٹیک

لگائے سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا انابیہ جی جان سے سلگ اٹھی تھی۔

''آخر چاہتے کیا ہیں آپ پہلے گھٹیا حرکتیں پھر شراب اب یہ سگریٹ چلو مجھے تو آپ کچھ مانتے نہیں اپنے ماں باپ کو تو مانتے ہیں نہ ان کا کیا قصور ہے کیوں اپنی دنیا اور آخرت دونوں تباہ کررہے ہیں اگر آپ کے ماں باپ کو یہ بات پتا چلے گی کہ آپ نشہ کرتے ہیں تو ان پر کیا گزرے گی شراب حرام ہے نماز تو کبھی پڑھتے نہیں اور گناہ بے حساب کیے جاتے ہیں۔'' وہ نہیں چاہتی تھی کہ نزہت اور ہاشم کو ان کی اکلوتی اولاد کی جانب سے کوئی تکلیف پہنچے۔

''تمہاری پرابلم کیا ہے تمہیں کتنی دفعہ منع کیا ہے کہ میری ذاتی زندگی میں دخل مت دیا کرو۔'' صارم نے سگریٹ سلگا کر اس کے ہاتھ پر لگادی تھی ظلم کی انتہا تھی۔

''سی...... آوچ...... یہ...... یہ کیا کررہے ہیں آپ۔'' وہ شدت درد سے ایک دم چلائی تھی۔

''ہوئی نہ تکلیف۔ اس سے بھی زیادہ تکلیف مجھے ہوتی ہے تمہیں اپنے آس پاس دیکھ کر اور خاص کر جب...... جب میرے ہی ماں باپ تمہاری وجہ سے مجھے ڈانٹتے ہیں۔ یہ تکلیف تو کچھ بھی نہیں ہے اور بتاؤں کتنی تکلیف ہوتی ہے۔'' اس نے اس کی کلائی مضبوطی سے پکڑی پھر لائٹر جلا کے اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

''آہ...... کیا گناہ کیا ہے میں نے' شادی تو آپ نے ہی کی تھی نہ مجھ سے۔'' وہ بے چاری تڑپ کر رہ گئی تھی اذیت ہی اذیت تھی کیسا مرحلہ تھا یہ جس سے وہ گزر رہی تھی ایک ناختم ہونے والی آزمائش ہی آزمائش تھی۔

''اب جب جب یہ زخم دیکھو گی' تمہیں میرا درد میری تکلیف میری نفرت سمجھ آئے گی۔'' ایک جھٹکے سے صارم نے اس کا ہاتھ چھوڑا تھا اس جلن سے زیادہ جلن اس کی آنکھوں میں تھی رد کیے جانے کی ٹھکرائے جانے کی۔

❀......❀❀❀......❀

''تمہارا ہاتھ کیسے جل گیا بیٹا اور وہ بھی اتنا گہرا۔'' صبح ناشتے پر نزہت نے اس کا ہاتھ دیکھا تھا۔

''مما میری وجہ سے ہی میں نے ہی آدھی رات کو آپ کی لاڈلی بہو سے کافی بنوائی تھی نیند میں ہونے کی وجہ سے شاید ان سے کافی ہاتھ پر ہی گر گئی۔'' انابیہ کے بجائے جواب صارم نے دیا تھا۔

''افوہ بیٹا دھیان سے کام کیا کرو نا۔'' اب کے ہاشم صاحب نے بھی نرمی سے ٹوکا تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا کر رہ گئی تھی۔

''برخوردار آپ بزنس کب سے جوائن کررہے ہیں اب تو خیر سے آپ کی شادی بھی ہوگئی ہے۔'' ہاشم صاحب کے کہنے پر صارم کے چہرے پر ایک دم بے زاری آئی تھی۔

''ڈیڈ پہلے اسٹڈی تو کمپلیٹ ہوجائے میری' آپ کو شادی کی بھی تو جلدی تھی اب آپ لوگ بولیں گے بچے کب ہوں گے۔'' اسے واقعی تمیز نہیں تھی کہ بڑوں سے کس طرح اور کیسے بات کرتے ہیں۔

''یہ تو اچھا ہوا تم خود ہی اسی ٹاپک پر آگئے ویسے کب سنا رہے ہو خوش خبری تم لوگ۔'' نزہت فوراً بولی تھیں بات بزنس کی تھی اور کہاں سے کہاں چلی گئی تھی انابیہ کا چہرہ مارے شرم کے سرخ ہوگیا تھا۔

''پلیز مام' اب آپ مت شروع ہوجایئے گا ابھی ہم نے کوئی بے بی پلان نہیں کیا اور نہ ہی میرا بزنس جوائن کرنے کا ارادہ ہے ابھی فی الحال مجھے میری اسٹڈی پر دھیان دینا ہے۔'' اس نے فوراً ناشتے سے ہاتھ کھینچا اور قدرے بے زاری سے کہہ کر وہاں سے واک آؤٹ کرگیا تھا۔

''دیکھ لیا نواب صاحب کتنے بدتمیز ہورہے ہیں۔'' ہاشم صاحب نے نزہت کو تنبیہ کی تھی انابیہ کا دل ایک دم ہر چیز سے اچاٹ ہوگیا تھا۔

''مما...... پاپا اگر آپ لوگوں کی اجازت ہو تو میں کچھ دن کے لیے بابا کے پاس چلی جاؤں۔'' اس نے اتنی معصومیت سے کہا تھا کہ انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔

''ضرور بیٹا اس میں اتنا تکلف کرنے والی کیا بات تھی

بلکہ تم تیار ہوجاؤ جلدی سے میں آفس کے لیے نکل رہا ہوں تمہیں خود ڈراپ کردوں گا۔" اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے انابیہ کے دل میں ان کی عزت اور بڑھ گئی تھی۔

❀......❀❀❀......❀

وہ گھر آیا تو انابیہ اسے کہیں دکھائی نہ دی ورنہ وہ تو اس کی مام کی پرچھائی بنی ہر وقت ان کے ساتھ ہی لگی رہتی تھی۔

"کیا ہوا آپ کی دوست اور لاڈلی بہو نظر نہیں آرہی۔" اس نے مام کو چھیڑا جو اس سے زیادہ اپنی بہو کے لاڈ اٹھاتی تھیں۔

"کیا بات ہے آج بڑی یاد آرہی ہے اس کی ویسے وہ اپنے بابا کے گھر گئی ہے کچھ دن کے لیے اور تمہارے پاپا ہی چھوڑ کر آئے ہیں۔" انہوں نے آٹا گوندھ کر فریج میں رکھا تھا کچن کا ہر کام وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے ہی کیا کرتی تھیں۔

"کیا...... پاپا کے ساتھ سب خیریت ہے نا۔" وہ ایک دم بوکھلا گیا تھا جیسے کوئی انہونی ہوگئی ہو۔

"اتنا حیران کیوں ہورہے ہو نہیں جاسکتی کیا' شادی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان میکے جانا چھوڑ دے۔" وہ اس کے لیے کافی چھانٹتے ہوئے بولیں۔

"نہیں، جاسکتی ہے وہ ایکچوئیلی بتا کر نہیں گئی نا مجھے اسی لیے پوچھ رہا تھا۔" اسے ڈر تھا کہ کہیں انابیہ پاپا کو سب نہ بتادے۔

"تم دونوں کے بیچ سب ٹھیک تو ہے نہ صارم سچ سچ بتاؤ۔" اب کے وہ ذرا ٹھٹکی تھیں۔

"ہاں مام سب ٹھیک ہے آپ ٹنشن نہ لیں' کافی بن گئی ہے تو دے دیں میں روم میں جارہا ہوں۔" اس نے کافی لی اور روم میں آگیا۔ نجانے کیوں آج انابیہ کو نہ پاکر اسے عجیب سا لگ رہا تھا یا پھر شاید اسے انابیہ کو تکلیف دینے کی اتنی عادت ہوگئی تھی کہ اسے سکون ہی نہیں مل رہا تھا بیڈ پر انابیہ کا دھانی دوپٹا پڑا تھا وہ بے دھیانی میں اسی کے اوپر لیٹ گیا تھا مانوس سی خوش بو اس کے چار سو بکھر گئی تھی اک پل کو اس کا دل عجب انداز میں دھڑکا پھر اگلے ہی پل اس نے خود کو سنبھالا اور دوپٹا اٹھا کر بڑی بے دردی سے دیوار پر دے مارا تھا۔

❀......❀❀❀......❀

انابیہ کو گئے ابھی دو ہی دن ہوئے تھے کہ نزہت کا بلڈ پریشر ہائی ہوگیا تھا وہ پہلی فرصت میں گھر پہنچی تھی ڈاکٹر نے بیڈ ریسٹ اور احتیاط کا مشورہ دیا تھا۔

"آپ کو کتنی بار کہا ہے نہ مما اتنا کام مت کیا کریں اب نہیں جاؤں گی میں رکنے ہاں نہیں تو' میں گئی نہیں اور آپ نے اپنا خیال نہیں رکھا۔" انہیں دوائیاں دیتے ہوئے اس نے پیار بھری دھونس جمائی تھی نزہت اور ہاشم دونوں کی ہنسی نکل گئی تھی صارم اسی لمحے کمرے میں داخل ہوا تھا کھلکھلا کر ہنستی ہوئی اس لڑکی کی ہنسی میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ یک ٹک اسے دیکھتا رہ گیا تھا نظروں کی تپش سے گھبرا کر انابیہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تھا صارم کو سامنے پا کر اس کی ہنسی کو ایک دم بریک لگا تھا وہ سوپ بنانے کا بہانہ بنا کر فوراً باہر آ گئی تھی۔

"تمہاری یہ ہنسی یہ کانفیڈنس توڑ نہ دیا میں نے تو میرا نام صارم نہیں۔" وہ فوراً اس کے پیچھے آیا تھا۔

"جو کرنا ہے کرلیں ڈرتی نہیں میں آپ سے۔" تنک کر جواب دیا تھا۔

"اچھا ڈرتی نہیں جبھی بھاگ گئی تھیں یاد رکھنا جہاں جاؤ گی سائے کی طرح تمہارے پیچھے آؤں گا اور تمہارا جینا حرام کردوں گا اتنا کہ پناہ مانگوں گی مجھ سے۔" وہ اس کی بات ان سنی کر کے جارہی تھی کہ صارم نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے مقابل کیا تھا۔

"اور اگر اللہ نے آپ کے دل میں میرے لیے محبت ڈال دی تو؟" سوال ایسا تھا کہ صارم نے فوراً اس کا ہاتھ چھوڑ اتھا۔

"اگر اللہ کو ایسا ہی کرنا ہوتا تو مجھے تم سے نفرت نہ ہوتی۔" وہ ایک دم گھبرا کر چلا گیا تھا۔

"ڈر گئے نہ اسی لیے کہتی ہوں اللہ اور اپنے گناہوں سے ڈریں اور اس وقت سے بھی جب آپ میرے سامنے

دامن پھیلائے کھڑے ہوں اور میں آپ کی طرف دیکھوں بھی نہیں۔" اس نے قدرے اونچی آواز میں کہا تھا جاتے جاتے صارم نے اس کی بات سن ہی لی تھی کچھ عجیب سا ہوا تھا اس کے دل کو۔

❀......❀❀❀......❀

"مومنوں تم کو جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور (دیکھنا) اس نیت سے کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو انہیں (گھروں میں) مت روک رکھنا ہاں اگر وہ کھلے طور پر بدکاری کی مرتکب ہوں (تو روکنا نامناسب نہیں) اور ان کے ساتھ اچھی طرح سے رہو سہو۔"

ٹی وی پر نہایت پراثر آواز میں سورۃ النساء کی آیت نمبر 19 کی تلاوت آرہی تھی وہ چینل بدلنا ہی چاہ رہا تھا کہ اتفاق سے اسے ریموٹ نہیں مل رہا تھا سو اس نے پوری آیت سنی تھی ورنہ تو اس نے کبھی زندگی میں قرآن پاک کا ترجمہ نہیں پڑھا تھا۔

"تو کیا انابیہ ٹھیک کہہ رہی تھی کہ اللہ نے اگر میرے دل میں اس کی محبت ڈال دی تو......" ریموٹ مل گیا تھا مگر وہ گم صم سا خود سے سراپا سوال تھا۔

"نہیں...... ایسا کبھی نہیں ہوگا میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔" اس نے ٹی وی ہی آف کردیا جب ہی انابیہ کمرے میں آئی تھی اس نے فوراً اسے دیکھ کر نگاہ چرائی تھی پھر موبائل نکال کر ایک نمبر ڈھونڈا اور باہر آگیا اب اسے کال کرنی تھی فی الحال خود کو اس کی سوچوں سے دور رکھنے کا اسے یہی ایک راستہ ملا تھا۔

❀......❀❀❀......❀
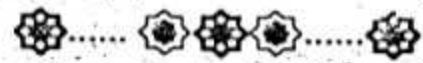
آج کل صارم کچھ زیادہ ہی مصروف ہوگیا تھا نہ اس پر طنز کرتا نہ ہی اسے اذیت کا نشانہ بناتا بلکہ رات بھر کمپیوٹر اور موبائل پر لگا رہتا اس روز صارم کہیں گیا ہوا تھا انابیہ کے دل میں نجانے کیا آیا کہ اس نے بیڈ پر پڑا ٹیپ اٹھا کر آن کیا تھا پھر براؤزر کھول کر اس نے سب سے پہلے انٹرنیٹ ہسٹری وغیرہ چیک کی تھی۔

"اف کس قدر غلط ویب سائٹس کا استعمال کرتے ہیں۔" اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں آج کل کی نوجوان مسلم نسل کس قدر گمراہ ہو چکی تھی اور سب سے بڑھ کر اس کا خود کا شوہر اتنا گمراہ ہو چکا تھا کہ حد نہیں اس نے خود کو سنبھالا پھر اس کی فیس بک آئی ڈی چیک کی۔ اب یہ اتفاق تھا کہ وہ ہمیشہ ہی اپنی آئی ڈی آن رکھتا تھا لاگ آف نہیں کرتا تھا کہ آئی ڈی فوراً آن ہوگئی تھی۔

"تو یہ ہے آپ کی نئی مصروفیات۔" اس نے خود کلامی کی تھی لڑکیوں کا انبار لگا تھا اس کی آئی ڈی میں اس سے آگے اس کی دیکھنے کی ہمت بھی نہ تھی۔ جو بھی تھا وہ اب اس کا شوہر تھا اور وہ ہر وقت اس کی ہدایت کے لیے دعا گو تھی اس رشتے کو نبھانے کے لیے کوشاں تھی مگر اب اسے لگ رہا تھا کہ صارم نے تو جیسے اس رشتے میں نبھانے کی گنجائش ہی نہ چھوڑی کوئی بھی۔

"ایسا کب تک چلے گا آخر" اس کا دماغ سوچتے سوچتے تھکنے لگا تھا۔

❀......❀❀❀......❀

خود کو فضول سوچوں سے دور رکھنے کے لیے آج وہ صبح سے ہی گھر کی صفائی ستھرائی اور سیٹنگ میں لگ گئی تھی۔

"ارے بیٹا یہ صغراں کرے گی تم کیوں خود کو تھکا رہی ہو مجھے بھی تم کوئی کام نہیں کرنے دے رہیں ورنہ میں ہی ہیلپ کردیتی۔" نزہت نے دیکھا تو ٹوکے بنا نہ رہ سکیں۔

"ڈونٹ وری مما' میں سنبھال لوں گی سب آپ بس گائیڈ کرتی رہیں۔" اس نے سہولت سے ان سے کہا پھر کام میں جت گئی نیچے کی سب سیٹنگ کرانے کے بعد اسے اپنے کمرے کی الماری صاف کرنے کا خیال آیا تھا۔ اس نے پہلے صارم کے سب کپڑے وغیرہ ٹھیک کر کے رکھے پھر اپنے کپڑے اور سامان وغیرہ نکال کر صاف کرنے لگی جب وہ کپڑے ہینگ کرچکی تو اسے جیولری کا خیال آیا تھا اس کی ساس نے شادی پر اسے کافی جیولری چڑھائی تھی جو اس نے ایسے ہی دراز میں رکھ دی تھی وہ

جیولری استعمال بھی نہیں کرتی تھی بس گلے میں چین اور کانوں میں چھوٹے سے ٹاپس یہی اس کا کل سنگھار تھا اس نے دراز کھولی اور ایک ایک کر کے اپنی جیولری نکالنے لگی منہ دکھائی میں ملنے والے بریسلیٹ کا کیس اس نے کھولا تو اذیت کی ایک لہر اس کے اندر اتر گئی کس طرح منہ پر مار کر صارم نے اسے یہ دیا تھا وہ بھی صبح کہ مبادا اس کی ممی سے ڈانٹ نہ پڑ جائے وہ اپنے خیال سے چونکی تو اس کی آنکھیں مارے حیرت کے کھل گئی تھیں۔

"بریسلیٹ کہاں رکھ دیا میں نے اس میں تو نہیں ہے ہائے اللہ میں مما کو کیا جواب دوں گی اگر نہ ملا تو۔" ایک کے بعد اس نے سب چیزیں نکال کر دیکھ لی تھیں مگر بریسلیٹ نہ وہاں تھا نہ اسے ملا اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"یہاں تو میرے اور صارم کے علاوہ کوئی آتا بھی نہیں ہے صفائی وغیرہ بھی میں خود ہی کرتی ہوں ایسے کیسے ہوسکتا ہے۔" پہلے ہی مصیبتیں کم تھیں جو یہ ایک اور مسئلہ ہو گیا تھا' وہ واقعی پریشان ہوگئی تھی۔

"صارم آتے ہیں تو پوچھتی ہوں۔" وہ سوچتے ہوئے باقی سامان صحیح سے رکھنے لگی فی الحال اسے صارم کے لوٹنے کا انتظار تھا۔

......❀❀❀❀......

اس دن صارم رات گئے لوٹا تھا ہاشم صاحب تو غصہ کر کے سونے چلے گئے تھے البتہ انابیہ اس کے انتظار میں جاگتی رہی تھی وہ لوٹا تو کافی غصے میں تھے اس نے آتے ہی انابیہ کی الماری کھول کر جیولری سیف کھولا پھر اس کی شادی پر چڑھائے جانے والا سیٹ نکال کر وہ رکھنے لگا تھا اسی لمحے انابیہ کھانے کی ٹرے اٹھائے اس کے پیچھے آئی تھی اس نے تو سوچا تھا کہ وہ صارم کو کھانا وغیرہ دے کر آرام سے بریسلیٹ کے بارے میں پوچھے گی مگر یہاں کا منظر دیکھ کر تو وہ مارے حیرت کے گنگ رہ گئی تھی۔

"یہ...... یہ کیا کر رہے ہیں آپ میری جیولری کہاں لے کر جا رہے ہیں۔" اس نے اس سے جیولری لینا چاہی تھی۔

"تمہارے باپ کی نہیں ہے یہ جیولری اپنی حد میں رہو تم۔" اس نے اسے دور کیا تھا۔

"آپ مجھے وجہ بتائے بغیر یہ نہیں لے جاسکتے آئی سمجھ۔" انابیہ کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا وہ حلق کے بل چلائی تھی۔

"تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہا کیا اور اگر وجہ جاننے کا اتنا ہی شوق ہے تو سنو ویسے بھی تمہیں میری ساری حرکتوں کا علم ہے تو یہ بھی جان لو مجھے دو لاکھ کی ضرورت ہے اور اسی لیے یہ میں لے کر جا رہا ہوں۔" وہ اتنے کانفیڈنس سے بولا تھا کہ گویا کوئی بہت اچھا کام کر رہا ہو۔

"اگر پیسوں کی ہی ضرورت ہے تو پاپا سے مانگ لیں اس طرح گھر کی جیولری لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔" اس کا لہجہ دھیما ہو گیا تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہے کیا میں جوا کھیلنے کے لیے پاپا سے پیسے مانگوں گا۔" اس نے ایک نیا انکشاف کیا تھا۔

"واٹ جوا کھیلتے ہیں آپ پہلے شراب اب جوا آپ جانتے بھی ہیں ان کاموں کی شرعی حیثیت کیا ہے اس کا مطلب میرا بریسلیٹ بھی آپ ہی لے کر گئے ہیں۔" وہ سر تھام کر رہ گئی تھی روز کوئی نہ کوئی گناہ صارم کا اس کے سامنے آجاتا تھا۔

"ہاں لیا تھا کیا کرو گی تم وہ میں نے اپنی ہونے والی بیوی کو دیا ہے تمہارے لائق نہیں تھا اسے اس کی صحیح جگہ پہنچایا ہے میں نے بس۔" ایک کے بعد ایک بم وہ اس کی سماعتوں پر پھوڑ رہا تھا۔

"کیا...... بیوی...... شادی......!" مارے صدمے کے اس کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

"تو تم کیا اس خوش فہمی میں تھیں کہ میں شادی نہیں کروں گا تم سے شادی کی وجہ نفرت ہے بس اور اس سے شادی کی وجہ محبت۔" وہ انابیہ پر ہنسا تھا وہ سر تھام کر بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ تو اس رشتے میں روز گنجائش ہی نکالنے کی کوشش کرتی تھی جبکہ یہاں صرف اذیت ہی اذیت تھی وہ سیٹ جیب میں رکھ کر باہر جانے لگا تھا۔

''جو بھی ہو آپ کسی غلط کام کے لیے یہ جیولری نہیں لے جاسکتے۔'' انابیہ نے تیزی سے اٹھ کر صارم کا راستہ روکا تھا۔

''تم ہوتی کون ہو مجھے روکنے والی۔'' صارم اسے دھکا دے کر آگے بڑھ گیا تھا اس کا سر دروازے سے لگا تھا اور وہ نیچے گر گئی تھی اس نے سر پر ہاتھ لگایا ہلکا ہلکا خون رسنے لگا تھا اس نے شدت سے اپنے رب کو یاد کیا تھا اس نے ٹائم دیکھا بارہ بج رہے تھے ایک فیصلہ تھا جو اس نے اچانک کیا تھا بس اسے صبح کا انتظار تھا۔

❁......❁❁❁❁......❁
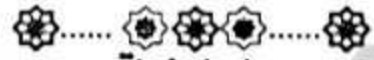
اگلی صبح ایک نئے فیصلے کی صبح تھی اس نے اپنا سامان پیک کیا اور ایک الوداعی نظر اپنے کمرے پر ڈالی صارم پوری رات گھر نہیں لوٹا تھا اور اب اسے اس کے لوٹنے کا انتظار بھی نہیں تھا وہ جانتی تھی کہ نزہت ہمیشہ آٹھ بجے تک ہی اٹھتی تھیں اس لیے وہ آج سات بجے ہی تیار ہوگئی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ جاتے وقت اس کا کسی سے سامنا ہو اور کوئی اسے روکے۔

''انابیہ بیٹا آپ اتنی صبح صبح کہاں جارہی ہیں اور یہ سامان۔'' وہ گیٹ سے باہر نکلی تو باہر بیٹھا چوکیدار اسے اتنی صبح وہ بھی اکیلے سامان کے ساتھ جاتا دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

''بابا پلیز آپ یہ لیٹر پاپا کو دے دیجیے گا اس وقت میں آپ کو اور کچھ نہیں بتاسکتی۔'' انابیہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا لیٹر چوکیدار کو تھمایا اور بنا پیچھے مڑے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ گھر چھوڑ کر چلی گئی۔ نزہت صبح اٹھیں تو انہیں انابیہ کہیں بھی دکھائی نہیں دی تھی۔ ورنہ وہ ہمیشہ ان کے اٹھنے سے پہلے ہی کچن میں آجاتی تھی ملازمہ بھی سرونٹ کوارٹر سے اٹھ کر آ گئی تھی اسے بھی انابیہ کے بارے میں کچھ نہیں پتا تھا۔

صغراں تم دیکھ کر آؤ بیٹا انابیہ بیٹی ٹھیک تو ہے ابھی تک آئی کیوں نہیں۔'' نزہت نے چائے چڑھائی تھی ملازمہ فوراً اوپر گئی تھی پھر جب وہ واپس آئی تو کافی پریشان تھی۔

''بی بی جی چھوٹی بی بی تو کہیں نہیں ہیں نہ ہی اوپر ہیں نہ گھر میں کہیں ہیں صارم صاحب بھی نہیں ہیں وہاں۔'' ملازمہ کی بات سن کر نزہت بھی فوراً پریشان ہوگئی تھیں انہوں نے خود چیک کیا پھر ہاشم کو اٹھایا تھا وہ بھی پریشان ہوگئے تھے۔

''آپ پریشان نہ ہوں نزہت میں چیک کرتا ہوں کرتا ہوں کچھ۔'' وہ موبائل اٹھا کر ٹی شرٹ پہن کے فوراً باہر آئے تھے سب سے پہلے انہوں نے باہر بیٹھے چوکیدار سے پوچھنا ضروری سمجھا تھا۔

''رشید تم نے انابیہ کو دیکھا ہے کہیں جاتے ہوئے۔''

''ہاں صاحب' بی بی جی تو صبح ہی چلی گئی تھیں آپ لوگوں کے لیے یہ لیٹر دے گئی تھیں۔'' اس کا کام اپنے مالک کی خدمت کرنا تھا سو اس نے صاف صاف سب بتادیا۔

''اور صارم کہاں ہے؟'' اب کے ان کا ماتھا ٹھنکا تھا۔

''صاحب تو رات کافی دیر سے آئے تھے پھر آدھے گھنٹے بعد ہی واپس چلے گئے تھے اور اب تک واپس نہیں آئے۔'' رشید نے ایک اور انکشاف کیا تھا۔

انہیں صارم کی بے پروائی اور انابیہ کی حرکت پر کافی غصہ آرہا تھا وہ لیٹر لے کر گھر میں آگئے تھے نزہت کے سامنے انہوں نے لیٹر کھولا تھا۔

''مما پاپا پلیز مجھے معاف کردیجیے گا میرا یہ قدم اٹھانے سے شاید آپ کو تکلیف ہوگی مگر جس رشتے میں پیار نہ ہو جہاں کوئی رشتہ نبھانے کی گنجائش نہ ہو بھلا وہ رشتہ کیسے پنپ سکتا ہے صارم کسی اور کو پسند کرتے ہیں اور آپ پلیز ان کی شادی ان سے ہی کرادیجیے مجھے ڈھونڈنے کی کوشش مت کیجیے گا میری دعائیں ہمیشہ آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔

آپ کی بیٹی

انابیہ''

انابیہ نے صارم کی ذات کے حوالے سے نہ کوئی غلط بات لکھی تھی نہ اس کے ماں باپ کے دل میں اس کے لیے نفرت پیدا کرنے کی کوشش کی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ

وہ لوگ صارم کو غلط سمجھیں بس اس لیے اپنا فیصلہ سنا کر ہمیشہ کے لیے چلی گئی تھی۔

”دیکھا آپ نے صاحب زادے کی حرکتوں کو، کیسا قدم اٹھانے پر مجبور کیا ہے اس نے اس معصوم سی بچی کو پتا نہیں کہاں ہوگی وہ، میں علیم صاحب کے گھر جا کر پتا کرتا ہوں ان سے بات کرتا ہوں۔“ ہاشم صاحب نے خط پڑھ کر سنایا تو نزہت بھی سر تھام کر رہ گئی تھیں ان کی طبیعت ویسے ہی خراب رہنے لگی تھی وہ دونوں اسی مسئلے کو لے کر گم صم بیٹھے تھے کہ صارم منہ اٹھائے چلا آیا تھا۔

”خبردار جو تم نے اندر آنے کی کوشش بھی کی تو جان لے لوں گا میں تمہاری۔“ ہاشم صاحب اسے دیکھتے ہی چلائے تھے وہ ایک دم حیران ہوا تھا۔

”ڈیڈ میں نے کیا کیا ہے اب۔“ وہ انجان بننے کی کوشش کررہا تھا۔

”کہاں تھے تم رات بھر بولو۔“ وہ حد سے زیادہ تھکے ہوئے تھے اس لیے رات کو ہی جلدی سو گئے تھے ورنہ رات کو ہی صارم کو ڈھونڈ کر اس کی کلاس لے لیتے۔

”ڈیڈ اپنے فرینڈ کے ہاں کمبائن اسٹڈی کررہا تھا پیپرز ہونے والے ہیں اسی لیے رات زیادہ ہوگئی تھی تو رات کو وہیں رک گیا تھا۔ آپ لوگ سو رہے تھے تو میں انابیہ کو بتا کر چلا گیا تھا اس نے آپ لوگوں کو بتایا نہیں۔“ اس نے بڑی ہی صفائی سے سارا کا سارا الزام انابیہ پر دھرا تھا۔

”اچھا انابیہ کو بتا کر گئے تھے تم“ تو اب تم نے جھوٹ بولنا بھی شروع کردیا انابیہ یہ گھر چھوڑ کر جا چکی ہے لو پڑھو یہ۔“ انہوں نے وہ لیٹر اس کے منہ پر مارا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسے ایک تھپڑ رسید کرتے اس نے سخت غصے سے وہ لیٹر پڑھا تھا اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ انابیہ کو شوٹ کردے۔

”اب بول دو کہ یہ سب جھوٹ ہے تمہارا کوئی افیئر نہیں۔“ وہ بے حد جھنجلائے ہوئے تھے۔ نزہت تو اس کی جانب دیکھنا بھی پسند نہیں کررہی تھیں۔ وہ سخت خفا تھیں اس سے۔

”ڈیڈ پلیز آپ اس لڑکی کی وجہ سے میرے ساتھ ایسا ہی ہو نہیں کرسکتے کیا مجھے اپنی زندگی اپنی مرضی سے جینے کا حق نہیں۔“ وہ اب دلائل دینے کی کوشش کررہا تھا اسے لگا کہ جب انابیہ نے بتا ہی دیا ہے تو وہ بھی دوٹوک بات کر ہی لے۔

”اگر تمہیں مجھ سے کوئی بھی بات کرنی ہے تو جاؤ پہلے انابیہ کو ڈھونڈ وا سے اس گھر میں لے کر آؤ ورنہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔“ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرکے وہ گاڑی کی چابیاں لے کر باہر چلے گئے تھے۔

”مام آپ تو میری بات سن لیں۔“ اس نے جاتی ہوئی نزہت بیگم کو روکا تھا مگر وہ بھی بنا اس کی کوئی بات سنے واپس چلی گئی تھی ہاشم صاحب پہلی فرصت میں علیم صاحب کے گھر گئے تھے مگر وہاں پر موجود تالا پا کر وہ اور بھی پریشان ہوگئے تھے انہیں تو ان کے رشتہ داروں کے بارے میں بھی علم نہ تھا سو آخر وہ انہیں ڈھونڈتے تو کہاں ڈھونڈتے۔

❁......❁❁❁......❁

”تمہیں لگتا ہے تم نے صحیح فیصلہ کیا ہے بیٹا، تم ایک بار مجھے ہاشم سے بات تو کرنے دو۔“ انابیہ نے انہیں صارم کے بارے میں ہر بات بتادی تھی وہ تو گم صم ہوکر رہ گئے تھے بیٹی کا بسا بسایا گھر اجڑ رہا تھا اور وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔

”آپ کو میری قسم ہے پاپا، آپ کسی سے کوئی بات نہیں کریں گے آپ خود بتائیں کیا میں رہ سکتی ہوں وہاں؟“ ان کے گلے لگ کر وہ سسک اٹھی تھی انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

”ہمیں ابھی یہاں سے نکلنا ہوگا بابا میں نہیں چاہتی کہ کوئی یہاں پر آئے اور مجھے وہ اذیتیں یاد دلائے۔“ اس نے جلدی جلدی بابا کا سامان سمیٹنا شروع کردیا تھا علیم صاحب کو بیٹی کا دکھ تھا لیکن اب انہیں صرف اس کی خوشی دیکھنی تھی اگر وہ صارم کے ساتھ خوش نہیں تھی تو یہی سہی۔

”لیکن بیٹا ہم جائیں گے کہاں ہمارا تو یہاں کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے۔“ اب کے وہ پریشان ہوئے تھے۔

”یہاں نہیں ہے حیدرآباد میں تو ہے نا دادا کے گھر

جائیں گے ہم انہوں نے اپنے آخری وقت میں وہ گھر آپ کے نام کردیا تھا پیپرز اور چابیاں تو ہیں نا آپ کے پاس پلیز جلدی کریں بابا پلیز۔" وہ جیسے ہر چیز طے کرکے آئی تھی علیم صاحب کو اس کی ضد کے آگے ہار ماننا پڑی۔ ورنہ وہ تو ہاشم سے بات کرنے کا ہی سوچ رہے تھے لیکن انابیہ نے انہیں یہاں سے لے جاکر ہی دم لیا تھا جب تک ہاشم یہاں آئے تھے وہ تالا لگا کر بس کے لیے نکل چکے تھے۔

❀......❀❀❀......❀

دن ایسے ہی بےکل اور بے کیف سے گزرنے لگے تھے ایک عجیب سی بے چینی تھی صارم کی زندگی میں جسے وہ خود نہیں سمجھ پارہا تھا گھر آتا تو کوئی اس سے بات نہ کرتا ڈیڈ کا یہی مطالبہ تھا کہ کہیں سے بھی انابیہ کو ڈھونڈ کر واپس لاؤ وہ ایک دو بار گیا بھی تھا انابیہ کی عقل ٹھکانے لگانے لیکن وہاں موجود بڑے سے تالے کو پاکر اس کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت برپا ہوئی تھی جسے وہ خود بھی سمجھ نہیں پارہا تھا۔ کیمپس میں بھی سارا دن وہ اکیلا بور ہی ہوتا رہتا تھا آج کل اس کا کسی لڑکی سے بات کرنے کا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا اس نے اپنی موجودہ گرل فرینڈ کو بھی نظرانداز کرنا شروع کردیا تھا وہ اس کے پیچھے شادی کے لیے پڑی تھی جبکہ وہ ان دنوں احسن اور عریشہ کو مس کررہا تھا کئی دنوں سے احسن یونیورسٹی بھی نہیں آرہا تھا۔ وہ فون کرتا تو کوئی اٹھاتا بھی نہیں تھا صارم کو اس کا گھر پتا نہیں تھا ورنہ جاکر معلوم ہی کرلیتا عریشہ ان دنوں ان کی کلاس کے ایک امیر کبیر لڑکے واجد کے ساتھ افیئر چلانے میں مصروف تھی سو ان دنوں وہ بری طرح بوریت کا شکار تھا رات کو کلب جاتا تو وہاں دل نہیں لگتا وہ ڈرنک پر ڈرنک کرتا اور سگریٹ پھونکتا رہتا۔

❀......❀❀❀......❀

اس روز احسن بڑے دنوں بعد کیمپس آیا تھا صارم بڑی ہی حیران کن نظروں سے اس کی جانب دیکھتا رہ گیا تھا بڑھی ہوئی شیو کئی دنوں سے جاگی ہوئی سرخ آنکھیں وہ کہیں سے بھی پہلے والا الٹرا ماڈرن احسن نہیں لگ رہا تھا۔

"السلام علیکم صارم، انابیہ گھر پر ہے کیا، پلیز مجھے اس کے پاس لے چلو۔" اتنی ملاقاتوں میں پہلی بار احسن نے سلام کیا تھا اور احسن کیا کبھی عریشہ اور صارم نے بھی ایک دوسرے کو سلام کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی بلکہ وہ لوگ ہمیشہ صرف ہیلو یا ہائے پر ہی اکتفا کرتے تھے۔

"کیوں، انابیہ سے کیوں ملنا ہے تمہیں۔" صارم بہت ہی زیادہ حیران تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا احسن کو اس سے کیا کام پڑ گیا۔

"پلیز صارم پلیز مجھے صرف ایک بار اس کے پاس لے چلو مجھے اس سے معافی مانگنی ہے صرف ایک بار۔" احسن اب اس کے آگے گڑگڑانے لگا تھا۔

"واٹ، معافی کیوں تم کیوں معافی مانگو گے اس سے بھلا۔" صارم کو ایک زبردست شاک لگا تھا۔

"بھول گئے کیا تم، ہم نے اس کے ساتھ کیسا مذاق کیا تھا وہ بھی کسی کی بہن یا بیٹی ہے پھر بھی میں شیطان کے بہکاوے میں اتنا گر گیا کہ اس کی عزت تک داؤ پر لگادی یہ سوچے بنا کہ میری بھی ایک بہن ہے میری بھی بیٹی ہوگی۔" اس کی آنکھوں میں شرمندگی تھی وہ بالکل بدلا ہوا لگ رہا تھا۔ یوں کہ جیسے اسے ہدایت کا نور مل گیا ہے۔

"پاگل ہوگئے ہو کیا کیسی باتیں کررہے ہو تم خیریت سے تو ہو نا۔" صارم کو اس کی دماغی حالت پر شبہ سا ہوا تھا۔

"تمہیں یہ سب مذاق لگ رہا ہے نہ صارم، تو تم اللہ سے ڈرو اس کے قہر سے ڈرو جب وہ لگام کستا ہے نہ تو کچھ باقی نہیں بچتا میں نے کسی کی بیٹی، بہن کی عزت داؤ پر لگائی تھی نہ، آج میری اپنی بہن کی حالت ایسی ہے اس کے ساتھ جو ہوا اس کا ذمہ دار صرف میں ہوں کاش کے میں اتنا گمراہ نہ ہوتا۔" وہ بہت نڈھال سا لگ رہا تھا صارم کو لگا کہ احسن پر بھی انابیہ کی باتوں کا اثر ہوگیا ہے۔

"یار جو ہونا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے اس کے لیے خود کو الزام مت دو ویسے ہوا کیا تمہاری بہن کے ساتھ مجھے بتاؤ شاید میں کچھ مدد کرسکوں۔" صارم کا انداز اب بھی استہزائیہ تھا۔

"میری بہن اچھی بھلی زندگی گزار رہی تھی یہاں تک کہ اس کا بچہ بھی اس دنیا میں آنے والا تھا مگر جس دن سے ہم نے انابیہ کے ساتھ وہ سب کیا اسی دن سے ان دونوں میں لڑائی جھگڑے شروع ہوتے چلے گئے اور اب کچھ دن پہلے ہی اس کے شوہر نے دوسری شادی کرلی اور میری پھولوں جیسی بہن کو طلاق دے دی۔" اس کی آنکھوں میں اب ہلکی ہلکی سی نمی تھی صارم کو واقعی دکھ ہوا تھا آخر وہ اس کا دوست تھا۔

"پریشان مت ہو یار اب تم انابیہ سے مل کر کیا کرو گے وہ اس معاملے میں تمہاری کیا مدد کرے گی۔" وہ دونوں اب بینچ پر بیٹھ گئے تھے صارم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"معافی مانگوں گا اپنے گناہوں کی اگر وہ مجھے معاف کردے گی تو اللہ بھی مجھے معاف کردے گا میں بہت گمراہ رہ چکا اب میں اپنے رب کی رضا کے خلاف ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا۔" وہ سرتاپا بدل چکا تھا۔

"لیکن انابیہ گھر چھوڑ کر جاچکی ہے۔" صارم نے اس کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

"صارم تم نے اچھا نہیں کیا اس کے ساتھ پلیز' اسے ڈھونڈو معافی مانگو تم نے بہت تکلیفیں دی ہیں اسے یہ نہ ہو کہ جب تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو تمہارے پاس کچھ نہ بچے۔" احسن اس کا دوست تھا ساری حرکتوں کا اسے علم تھا سو اس نے سمجھانا فرض سمجھا مگر وہ صارم ہی کیا جو سمجھ جائے سو وہ دل ہی دل میں اس کی ہدایت کی دعا کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

❁ ❁ ❁ ...... ❁

اس رات وہ رات گئے تک کلب میں رہا واپس آتے ہوئے موسم نے اچانک انگڑائی لی تھی سامنے کی سمت سے آتی تیز کالی گھٹا اور مٹی کا ایک طوفان تھا اس نے فوراً گاڑی ایک طرف کی مگر تند و تیز ہوا کے جھونکوں کے آگے بھلا کب کوئی چیز ٹھہر سکتی ہے اس وقت وہ ایک کچی آبادی کی طرف تھا جہاں کے لوگوں کی عمارت سے غربت ٹپک رہی تھی تیز ہوا کے جھونکوں نے اب ٹین کی کمزور چھتوں کو اپنے اشاروں پر نچانا شروع کردیا تھا اس نے اپنی زندگی میں کبھی آندھی نہ دیکھی تھی کبھی موت کو اتنے قریب نہ دیکھا تھا لوگ بے خبری کی نیند میں تھے کہ یہ عذاب آن پڑا اس کی گاڑی وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی تھی سائن بورڈز گرنے کی دل خراش آوازیں ہواؤں میں برپا ہوئی تھیں اس کے منہ سے بے ساختہ "یا اللہ مدد" نکلا تھا انسان بھی کتنا عجیب ہوتا ہے ساری زندگی جس اللہ کو وہ یاد نہیں کرتا مصیبت کے وقت میں صرف اسے ہی پکارتا ہے چند ہی منٹوں میں آندھی اپنی تباہی مچا کر تھم گئی تھی اب بارش شروع ہوچکی تھی۔ طوفانی رات کے سناٹے میں کڑک دار بجلی کی چمک نے اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کردیے تھے وہ گھبرا کر گاڑی سے باہر نکلا تھا اس سے پہلے کہ اس کی گاڑی پانی میں ڈوب جاتی وہ سامنے بنی ایک دکان کے سائے میں سر چھپانے کو کھڑا ہوگیا تھا اس نے گھر فون کرنے کے لیے موبائل نکالا تو نیٹ ورک ڈاؤن تھا اس نے مارے وحشت کے آنکھیں بند کرلیں تھیں تھوڑی ہی دیر میں اسے اپنی گردن پر کئی ہاتھوں کا دباؤ محسوس ہوا تھا اس نے جھٹ آنکھیں کھول کر دیکھا تو سامنے اس کی موجودہ اور گزشتہ گرل فرینڈز اس کا گلا دبا رہی تھیں۔

"مارو اسے مارو آج چھوڑیں گے نہیں اسے بہت لڑکیوں کے دلوں کے ساتھ اس نے کھیلا ہے۔" ان کی آوازیں بلند سے بلند ہوتی جارہی تھیں یک دم اسے اپنے پاؤں پر کچھ رینگنے کا احساس ہوا تھا اس نے اپنی گردن چھڑاتے ہوئے نیچے دیکھا تھا ایک درمیانے سائز کا سانپ اس کے پیروں سے چمٹا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک بہت ہی زیادہ زوردار چیخ ہوا میں معلق ہوئی تھی۔

"یا اللہ مجھے بچالو مجھے بچالو اس عذاب سے میں آئندہ کچھ غلط نہیں کروں گا۔" اس کی آنکھ کھلتے ہی اس نے تیز تیز یا اللہ بولنا شروع کردیا تھا اس کے اوسان بحال ہوئے تو اس نے دیکھا وہ اپنے بیڈ پر تھا۔

"اف یہ کیسا بھیانک خواب تھا۔" اے سی کی کولنگ

کے باوجود اس کا پور پور پسینے میں شرابور تھا۔ اس نے بمشکل اپنی منتشر دھڑکنوں کو قابو کیا تھا اس نے ٹائم دیکھا صبح کے پانچ بج رہے تھے اسی وقت فجر کی اذان کی آواز آرہی تھی آج اس نے پوری اذان سنی تھی پھر نجانے کیا ہوا کہ وہ اٹھا اور وضو کیا اسے اچھی طرح یاد تھا بچپن میں اس کی ماما اسے مار مار کر نماز پڑھاتی تھیں اور وہ بڑا ہو کر ہر چیز بھولتا چلا گیا یہاں تک کے موت کو بھی بھلا دیا آج اس نے احسن کی باتیں سنی تھیں پھر یہ بھیانک خواب آج اسے شدت سے انابیہ بھی یاد آئی تھی پہلی بار اس نے خشوع وخضوع سے وضو کیا پھر نماز پڑھی اور دیر تک گڑگڑا کر اپنے رب سے معافی مانگتا رہا آج زندگی میں پہلی بار بڑی شدت سے اسے اپنی غلطیوں کا احساس ہوا تھا۔

❀......❀❀❀......❀
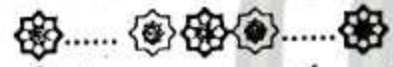
"میں بھی انابیہ کو ڈھونڈنا چاہتا ہوں سمجھ نہیں آتا کہاں سے شروعات کروں اس کے تو رشتہ داروں کا بھی علم نہیں، وہ معاف تو کردے گی نہ مجھے احسن۔" اس نے اب تک کے سارے حالات وواقعات احسن کو بتا دیے تھے وہ بھی اپنی غلطی پر نادم تھا اتنی جلدی اسے احساس ہوگیا تھا احسن کو واقعی خوشی ہوئی تھی۔

"کرے گی ضرور معاف کرے گی تم ہمت مت ہارو، ویسے ایک آئیڈیا ہے یہ جو پرائیویٹ انویسٹیگیٹر ہوتے ہیں وہ تمہارا کام کرسکتے ہیں ان سے رابطہ کرو، میرا ایک فرینڈ ہے یہ کارڈ رکھ لو اور آج ہی اس سے رابطہ کرو۔" وہ اس کا مخلص دوست تھا سو اپنی دانست میں اس نے صحیح مشورہ دیا تھا۔

"میں بھی کرتا ہوں کانٹیکٹ مگر اس سے پہلے میں ایک کام کرکے آتا ہوں۔" وہ اپنی جینز جھاڑ کے کھڑا ہوا تھا۔

"کیا کام۔" احسن نے فوراً پوچھا تھا۔

"کچھ رشتے ہیں جنہیں ختم کرنا ضروری ہے میں انابیہ کو واپس لانے سے پہلے صرف اور صرف اس کا رہنا چاہتا ہوں اب مجھے کسی کی ضرورت نہیں۔" اس کا لہجہ اٹل تھا۔

"آل دا بیسٹ مائی ڈیئر۔" احسن نے فوراً اسے اپنے گلے لگایا تھا وہ جانتا تھا وہ اپنی گرل فرینڈز کے بارے میں بات کررہا ہے سو مسکراتے ہوئے وہ اپنی موجودہ گرل فرینڈ نازش کے گھر پہنچا تھا بیس منٹ کی ڈرائیو اس نے دس منٹ میں طے کی تھی۔ وہ ایک اپارٹمنٹ میں رہتی تھی اور اکثر اسے ملنے کے لیے وہیں بلاتی تھی آج پتا نہیں کیا مسئلہ تھا کہ نازش کا گیٹ لاک نہیں تھا وہ اپنی مام کے ساتھ یہاں رہتی تھی۔ اس کی مام جاب کرتی تھیں سوان کی پیٹھ پیچھے وہ یہ گل کھلاتی تھی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا اندر کمرے سے تیز تیز باتوں کی آواز آرہی تھی اپنا نام سن کر وہ چونکا تھا سو وہیں کھڑے ہو کر اس نے سب سننا مناسب سمجھا۔

"ارے ممی یہ صارم تو بہت ہی بے وقوف نکلا اتنی جلدی میرے جال میں پھنس گیا کہ شادی تک کرنے کو تیار ہوگیا بس ذرا اور پیسے انکلوا لوں اس سے پھر شادی کروں گی اور شادی کرتے ہی ساری پراپرٹی اپنے نام کرالوں گی پھر ہم دونوں عیش کریں گے عیش۔" یہ اس لڑکی کی آواز تھی جس سے وہ شادی کرنے کا خواہاں تھا اپنے مام ڈیڈ تک کو ناراض کرکے اپنے بارے میں ایسا سن کے اور اس کی گھٹیا رائے جان کر اسے اپنی ہی پسند پر افسوس ہوا تھا اس نے ایک منٹ بھی وہاں کھڑے رہنا مناسب نہ سمجھا اسے بروقت عقل آگئی تھی ایسے لوگوں کے منہ وہ لگنا نہیں چاہتا تھا سو الٹے پاؤں وہاں سے بھاگا تھا نیچے پہنچ کر اس نے سب سے پہلے احسن کا دیا کارڈ نکالا اور فون کرکے انابیہ کے بارے میں معلومات فراہم کیں اگلے ایک گھنٹے میں رشید ایک کافی شاپ میں اس کے روبرو تھا صارم نے ایڈوانس پے منٹ کے ساتھ انابیہ کی ایک عدد تصویر بھی اسے فراہم کردی تھی اس کے دل میں اب اطمینان اترنے لگا تھا۔ گھر آکر اس نے مام ڈیڈ سے معافی مانگی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ وہ اگلے چند ہی دنوں میں انابیہ کو ڈھونڈ کر واپس لے آئے گا ان کے بیٹے کی آنکھوں میں پچھتاوا تھا وہ بدل رہا تھا سو انہیں اور کیا چاہیے تھا انہوں نے کھلے دل سے

اسے معاف کردیا تھا۔

❁......❁❁❁......❁

"جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاک دامن ہیں (اور) ایسی باتوں (کے کرنے) سے (بالکل) بے خبر ہیں (اور) ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا۔" سورۃ النور کی آیت نمبر 23 کی تلاوت کرتے ہوئے اس نے اس کے مفہوم کو بغور پڑھا تھا پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے تھے اس نے بھی تو ایک پاک دامن لڑکی پر بے حیائی کی تہمت لگائی تھی اس کی زندگی خراب کی تھی۔

"اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہر قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پر اپنی زینت (اور سنگار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں (ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہوجائے اور مومنو سب خدا کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔"

سورۃ النور کی آگے کی آیت نمبر 31 پڑھتے وقت اسے اپنی ہی کم عقلی اور نادانی پر افسوس ہو رہا تھا کس قدر گر گیا تھا وہ اپنی ہی بیوی کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا اس کا پردہ چھینا وہ گڑگڑا رہا تھا اپنے رب کے حضور اب وہ نماز بھی پڑھنے لگا تھا رمضان المبارک کا آغاز ہوچکا تھا سو وہ روزے بھی رکھنے لگا تھا وہ نجانے کب سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا کیونکہ جب بھی اسے انابیہ کی یاد آتی تھی اسے دورہ سا پڑتا تھا غصے کا جنون کا اور اسے ایک ہی چیز میں اب سکون ملتا تھا اپنے رب کے پاس جب سے وہ حیدرآباد آیا تھا اور اس نے انابیہ کو دیکھا تھا اسے کسی پل سکون نہیں مل رہا تھا اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے مگر وہ مجبور تھا اسی وقت موبائل کی بیل بجی تو قرآن پاک عقیدت سے بند کرکے چوم کر اس نے سائیڈ پر رکھا اور کال ریسیو کرکے اس نے جو خبر سنی تھی اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک در آئی تھی۔

❁......❁❁❁......❁

"میں یہ نہیں کہتی کہ تمہارا فیصلہ غلط تھا' مگر اس طرح تم کیسے ساری زندگی گزار پاؤ گی اگر تمہارے دل میں واقعی اس رشتے کو نبھانے کے لیے گنجائش تھی تو تم وہاں رکی کیوں نہیں۔" آج چاند رات تھی ثانیہ انابیہ کو دکھی نہیں دیکھ سکتی تھی سو شام میں اسے قریبی پارک لے آئی تھی ضد کرکے اس نے انابیہ سے اس کی ساری کہانی اگلوا ہی لی تھی اور اب اسے واقعی دکھ ہو رہا تھا کہ اس کی عزیزی دوست کس قدر دکھ جھیل چکی ہے۔

"میں اب واپس اس لیے نہیں جاسکتی کیونکہ مجھے ایسا لگنے لگا تھا کہ اس رشتے میں اب گنجائش نہیں وہ سدھر نہیں سکتے تھے وہ تو کسی اور ہی راہ کے مسافر بن چکے تھے۔" انابیہ نے ایک بار پھر اپنے ہاتھ کے نشان کو اذیت سے دیکھا۔

"اور اگر اب گنجائش نکل آئے تو کیا تم واپس چلو گی۔" جانا پہچانا مخصوص لہجہ تھا اس نے سر اٹھا کر دیکھا پھر دیکھتی ہی رہ گئی اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے سامنے صارم موجود تھا بالکل ایک نئے روپ میں۔

"آپ...... آپ یہاں۔" بمشکل اس کے لب سے صرف اتنا ہی نکل پایا تھا ثانیہ ہونقوں کی طرح اس عجیب و غریب منظر کو دیکھ رہی تھی۔

"تم صحیح کہتی تھیں کہ اگر اللہ نے میرے دل میں تمہاری محبت ڈال دی تو...... مجھے اللہ کے قہر سے ڈرنا چاہیے پلیز مجھے معاف کردو ایک بار۔" وہ گھٹنوں کے بل

اس کے سامنے بیٹھا تھا ثانیہ وہاں سے کھسک لی تھی اسے مناسب نہ لگا تھا۔

"جھوٹ بالکل جھوٹ...... آپ تو شادی کرنے والے تھے نا۔" انابیہ پھر سارے گلے شکوے لے بیٹھی تھی۔

اس کی آنکھیں بھر آئی تھیں شام کا وقت ہو چکا تھا روزہ کھلنے میں دو ہی گھنٹے باقی تھے سو آہستہ آہستہ پارک بھی خالی ہونے لگا تھا۔

"تم سے شادی کر چکا ہوں اب کس سے کروں گا انابیہ تم جانتی ہو عریشہ نے خودکشی کر لی ایک لڑکے نے اسے دھوکہ دیا اس کی عزت کے ساتھ کھیلا۔ وہ سارا پلان اسی کا تھا اسے اللہ نے کیسی سزا دی احسن کی بہن کو طلاق ہو گئی وہ بھی تم سے شرمندہ ہے اور میں...... میں تو اللہ کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا بے حیائی...... شراب...... جوا...... پتا نہیں وہ مجھے کبھی معاف کرے گا بھی کہ نہیں جب سے تم گئی ہو مام ڈیڈ بھی بات نہیں کر رہے باخدا میں بہت شرمندہ ہوں تم نے مجھے میرے رب سے ملوایا ہے کیا تم مجھے ایک اور موقع نہیں دو گی۔" اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر وہ اب رونے لگا تھا۔

"آپ پلیز سنبھالیں خود کو اللہ معاف کرنے والا ہے۔" اس نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا تو اس کے دل میں تو نجانے کب سے صارم کی محبت پنپ رہی تھی ہر لمحہ اس کے دل سے صارم کی ہدایت کے لیے دعا نکلتی تھی وہ نہیں جانتی کہ اس کی دعا اتنی جلد قبول ہو جائے گی۔

"آہم...... آہم...... باقی باتیں گھر جا کر کر لیجیے گا انکل انتظار کر رہے ہیں بھئی۔" دور سے معاملہ سنبھلتے دیکھ کر ثانیہ آگے آئی تو وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس دیے۔

❀...... ❀❀❀...... ❀

روزہ کھول کے وہ بابا کے ساتھ کراچی کے لیے روانہ ہو گئے تھے اگلے چند ہی گھنٹوں میں وہ گھر آئے تو مام ڈیڈ نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا...... رات گئے تک مام ڈیڈ سے باتیں کر کے وہ لوگ اپنے کمرے میں آئے تھے۔

"آپ نے مجھے ڈھونڈا کیسے؟" وہ کب سے یہ سوال پوچھنا چاہ رہی تھی۔

"منزل خود ہی مل جاتی ہے اگر ارادے نیک ہوں۔" اس کی ناک چھو کر اس نے بڑا ہی ڈپلومیٹک جواب دیا تو وہ شرما کے رہ گئی۔

"تم نے مجھے معاف تو کر دیا نا انابیہ۔" اس کا چہرہ اوپر کر کے صارم نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"آپ کو اب بھی شک ہے۔" اس نے دھیرے سے اس کے کاندھے پر سر ٹکایا۔

"چاند رات مبارک میری متاع حیات...... میری زندگی کا نور مجھے افسوس ہے میں تمہیں کچھ نہیں دے پایا یہ میری طرف سے ایک چھوٹا سا تحفہ۔" ایک خوب صورت سا گلاب تھما کر صارم نے اس کو ایک لفافہ دیا، انابیہ نے کھول کر دیکھا اس میں سب کے حج پر جانے کا عندیہ تھا جسے دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"صارم...... یہ...... آپ بہت اچھے ہیں۔" وہ بہت ہی زیادہ خوش تھی اس کی سب سے بڑی خواہش پوری ہونے جا رہی تھی۔

"میں چاہتا ہوں ہم اپنی زندگی کی نئی شروعات یہیں سے کریں اپنے رب کو راضی کر کے جس نے ہماری زندگی میں نور ہی نور بھر دیا ہے تم میرا ساتھ دو گی نہ زندگی بھر۔" اس نے اپنی ہتھیلی انابیہ کے سامنے پھیلا دی تھی انابیہ نے مسکرا کر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا اس چاند رات کو اللہ نے صارم کے دل میں اپنی اور انابیہ کی محبت ڈال کر اس کی زندگی خوشیوں سے بھر دی تھی۔ اس رات صرف محبت کی خوش بو تھی اور آنے والی ہر صبح پر رونق ہونے والی تھی بے شک اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔